الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL

QADIAN

اخبار الفضل

ہفتہ میں دوبار

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۵	مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۲۷ء	یوم جمعہ	مطابق ۱۴ر محرم الحرام ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

۲۲ر جولائی کو کیا کرنا چاہیئے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو محفوظ رکھنے کیلئے

جیساکہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے مفصل مضمون میں، جو اسی پرچہ میں شایع ہو رہا ہے۔ تجویز فرمایا ہے۔ ۲۲ر جولائی کے اس یادگار دن جب کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کرتے ہوئے مسلم اوٹ لک کے ایڈیٹر و پرنٹر نے جیل کی کال کوٹھڑی میں جانا اپنے لئے باعث فخر اور ذریعہ سعادت سمجھا۔ ہر جگہ کے مسلمانوں کو جلسہ کرنا چاہیئے۔ اور اس میں وہ ریزولیوشنز پاس کرنے چاہئیں جو بتائے گئے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کی متحدہ اور متفقہ آواز نتیجہ خیز ثابت ہو۔

یہ ایک نہایت ہی ضروری اور مفید کام ہے۔ جس کا مطالبہ مسلمانوں سے کیا گیا ہے۔ اس میں قطعاً کسی قسم کا تساہل نہ ہونا چاہیئے۔

اس جلسہ میں ہر ایک فرقہ کے مسلمانوں کو شامل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کی حفاظت کا فرض سب پر یکساں طور پر عائد ہوتا ہے۔

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ شب و روز مہمات دینیہ کی سرانجام دہی میں مصروف ہیں۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جناب ذوالفقار علی خان صاحب کی امداد کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے حرم ثانی نے اپنے محترم بھائی جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے ہاں دختر متولد ہونے کی خوشی میں حضرت خلیفۃ المسیح اور بزرگان سلسلہ کو ۹ر جولائی کو مٹھائی اور آموں کی دعوت دی۔ جناب شاہ صاحب کے ہاں یہ پہلی اولاد ہے۔ جو ان کے دمشقی حرم سے پیدا ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

امین

دمشق میں کسر صلیب

احمدی مبلغ مقیم دمشق کا مکتوب

دمشق میں تقریباً سات سال سے مسیحی مشن قائم ہے بڑے پادری کا نام الفریڈ نلسن ہے۔ جو ڈنمارک کا رہنے والا ہے اور اس علاقہ میں چودہ پندرہ سال سے کام کر رہا ہے۔ ماہ فروری میں اس سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ دو دن تک مسیح کی صلیبی موت پر گفتگو جاری رہی۔ آخر قرار پایا۔ کہ بحث تحریری ہو۔ اس قرارداد کے مطابق میں نے پہلے خط میں تمہیدی طور پر چند سوالات لکھکر بھیجے۔ جن کا جواب دیتے ہوئے اس نے بھی مجھ سے چند سوالات کئے۔ اور صلیبی موت پر انجیل سے چند دلائل پیش کئے۔ جن کو میں نے نہایت معقول طریق پر رد کر دیا جس کی وجہ سے وہ گھبرایا۔ اور مناظرہ سے گریز کرنا چاہا۔ مگر میں نے اسے خوب اکسایا۔ اور کہا کہ یاد رکھو جس مضمون پر بحث ہے۔ وہ نہایت ہی اہم مضمون ہے۔ پولس نامہ قرنطیوں کے باب ۱۵ میں کہتا ہے۔ کہ اگر مسیح صلیب پر مرنے کے بعد جی نہیں اٹھا۔ تو ہماری ساری تبشیر باطل اور ایمان باطل ہے۔ اگر ہم نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ مسیح فی الحقیقت صلیب پر نہیں مرا تھا۔ تو دین مسیحی بالکل باطل ہو جائے گا۔ پس اس مضمون کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو ان دلائل کا جو میں حضرت مسیح کے صلیب پر نہ مرنے کے متعلق اناجیل سے پیش کرونگا۔ جواب دینا ہوگا۔ پھر میں نے دس دلائل انجیل سے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کئے۔ اور اس کے اس سوال کا کہ پہلے تو مسلمانوں میں سے کوئی اس طرح مسیح کی صلیبی موت سے انکار نہیں کیا کرتا تھا۔ جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بشارت دی اور کہا۔ کہ آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا تھا۔ کہ مسیح موعود کسر صلیب کرے گا۔ سو یہ دلائل جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اسی کاسر صلیب کی کتب سے بطور خلاصہ کے لکھے ہیں۔ پھر آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عبارت لکھی جس کا آخری ٹکڑا یہ ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وقت بطور شاہد کے کھڑا کیا ہے۔ تا میں گواہی دوں۔ کہ سب ادیان باطل کا رنگ بگڑ گئے۔ مگر اسلام۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ روح عطا کی گئی ہے۔ جس کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں۔ پس جبکہ تم اس روح القدس کا جو مجھے بخشا گیا ہے۔ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تو تمہاری خاموشی تم پر حجت ہوگی"۔

اس پرچہ کا اس نے ایک ماہ کے بعد جواب بھیجا۔ مگر دس دلائل میں سے ایک دلیل کو بھی نہ چھوا۔ اس نے اپنے پرچہ میں لکھا ہے۔ کہ مسیح نے بخوشی خاطر صلیب پر لٹکایا جانا منظور کیا۔ جواباً میں نے انجیل سے اس امر کو باطل ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اگر یہ بات صحیح ہو۔ تو کوئی عاقل اس کے اس فعل کو مستحسن نہیں سمجھے گا۔ اور اس کی مثال ایسی ہی ہوگی کہ اگر کسی استاد کے شاگرد سبق یاد نہ کریں۔ اور اس کے حکموں کو نہ مانیں۔ تو وہ کہے اچھا لو تم میری باتوں کو نہیں مانتے اس لئے میں خودکشی کر لیتا ہوں۔ تو خودکشی ان کو کیا فائدہ دے سکتی ہے۔ اسی طرح جب مسیح نے دیکھا۔ کہ لوگ اس کا کہا نہیں مانتے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ تو اس نے کہا۔ اچھا لو میں خودکشی کر لیتا ہوں۔

اسی طرح اس مباحثہ میں مندرجہ ذیل اہم مضامین پر مختصر بحث ہوئی ہے۔ (۱) صحابہ اور حواریوں کا مقابلہ (۲) قرآن مجید کی تعلیم اور انجیل کی تعلیم کا موازنہ (۳) پولس کی حقیقت اور اس نے کس طرح دین مسیح کو بگاڑا۔ پادری کا اپنا اقرار کہ اناجیل میں بعض امور خلاف واقعہ پائے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

مباحثہ کا اثر اس مباحثہ کا باعث ایک مسلم نوجوان تھا۔ جو جرمن میں بھی تعلیم پا چکا ہے۔ اور انگریزی زبان سے بھی واقف ہے۔ اس پر اس مباحثہ کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ وہ اب ہماری تمام باتوں کو مانتا ہے۔ اور لوگوں سے گفتگو کرتا ہے حتیٰ کہ اس نے مشائخ سے کہا ہے۔ کہ عیسائیوں کے پاس احمدیوں کے دلائل کا کوئی جواب نہیں ہے۔ یہاں موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مباحثہ کا شائع ہونا مشکل ہے۔ اس لئے مصر کے مطابع سے خط و کتابت کر رہا ہوں۔ امید ہے۔ کہ اگر یہ مباحثہ شائع ہو گیا۔ تو اس سے ان علاقوں میں ایک عظیم الشان تغیر ہوگا۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ بات نئی ہے۔ کہ انجیلوں سے یہ بات ثابت ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔

ہندوستانی بھائیوں سے عرض اس وقت جیسا کہ اخبارو کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ ہندوستان میں مسیحی تبلیغ زوروں پر ہے۔ اسلئے تمام مسلمانوں کو اس مسئلہ پر غور کرنا چاہئیے۔ یہ ایک ایسا کاری حربہ ہے۔ جس کے آگے مسیحیت کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ پس میں اپنے تجربہ کی بنا پر تمام احمدی احباب اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر وہ اس مسئلہ کو ان دلائل کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کئے ہیں کسی پادری کے سامنے پیش کرینگے تو وہ ہرگز ہرگز ان دلائل کو توڑنے پر قادر نہیں ہوگا۔ ان دلائل کے جاننے کیلئے ہر ایک کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب مسیح ہندوستان میں کا مطالعہ کرنا چاہئیے۔

(المبشر الاسلامی: جلال الدین شمس احمدی۔ دمشق)

الفضل کا ماہواری پرچہ

الفضل کے متعلق احباب کرام کے بڑھتے ہوئے اشتیاق اور روز افزوں توقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے ارادہ کیا گیا ہے کہ الفضل کا ہر ماہ کا آخری پرچہ ماہواری ایڈیشن کے طور پر کم از کم دوگنے حجم کا خاص مضامین پر مشتمل شائع کیا جائے۔ چونکہ اس کے لئے بزرگان ملت اور احباب کرام کی خاص امداد کی ضرورت ہے۔ اس لئے اہل علم و اہل قلم معاونین سے گذارش ہے کہ ماہوار پرچہ کے لئے حسب ذیل عنوانوں پر مضمون اور نظمیں لکھکر اگر جلد سے جلد ارسال فرمائیں گے۔ تو بہت ہی نوازش ہوگی۔

(۱) ہندوستان میں تبلیغ اسلام و حفاظت اسلام کی ضرورت اور اس کے طریق۔

(۲) اچھوت اقوام کو اسلام میں لانے کی سیاسی اور مذہبی لحاظ سے اہمیت

(۳) اسلام کے خلاف آریوں کے حملے کے جواب میں کیا کرنا چاہئیے۔

(۴) آریوں کی فتنہ انگیزیوں کے وقت مسلمانوں کا گورنمنٹ کے متعلق کیا رویہ ہونا چاہئیے۔

(۵) مسلمانوں کو تمدنی اور معاشرتی اصلاح کے متعلق ہدایات۔

(۶) ہندوؤں سے کھانے پینے کی چیزیں نہ خریدنے کے فوائد اور اس پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی تلقین۔

(۷) خود حفاظتی کے لئے جسمانی ورزش کرنے کی ضرورت۔ اور ہاتھ میں کم از کم ڈنڈا رکھنے کی تلقین۔

(۸) تمام مسلمانوں کے اتحاد کی ضرورت۔ اور اس کی اہمیت

(۹) مسلمانوں کی تنظیم کے طریق۔ اور اسکی اہمیت۔

(۱۰) تجارت کو اپنے ہاتھ میں لینے کی ضرورت۔

(۱۱) ہندو وکلاء سے مقدمات کرانے کے نقصانات اور مسلمان وکلاء کے ذریعہ مقدمات کرانے کی تحریک۔

ان پہلوؤں کے علاوہ اگر کسی اور پہلو پر کوئی صاحب لکھنا چاہیں۔ تو وہ بھی لکھکر جلد ارسال فرما دیں۔

احمدی مبلغین جو بیرونجات میں آجکل براہ راست حالات موجودہ سے دوچار ہو رہے ہیں۔ وہ خاص طور پر اپنے مشاہدات اور تجربات کی بنا پر مندرجہ بالا پہلوؤں پر روشنی ڈالیں۔ اور بہت جلد اپنے مضامین بھیجکر شکریہ کا موقع دیں۔

خاکسار ایڈیٹر

کاتب کی ضرورت

الفضل کیلئے ایک ایسے کاتب کی جلد ضرورت ہے جس کا عربی اور اردو خط بہت اچھا ہو۔ کام مستقل طور پر دیا جائیگا خط کاتب نمونہ بھیجکر ایڈیٹر الفضل سے خط و کتابت کی جائے۔

مطبع عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور الفضل کے دفتر سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم جمعہ - قادیان دارالامان - ۱۵ جولائی ۱۹۲۷ء

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

کیا آپ اسلام کی زندگی چاہتے ہیں؟

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ امام جماعت احمدیہ)

جس سرعت سے ہندوستان میں حالات بدل رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ ایک وقت ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان سو بھی سکتا ہے لیکن اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ مسلمان اگر سونا بھی چاہیں۔ تو ان کے لئے ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے انہیں دھکے دیکر اٹھا رہے ہیں۔ اور انہوں نے سخت دل دشمن کو ان پر مسلط کر دیا ہے تاکہ وہ انکی نیند کو ان پر حرام کر دے۔ اب ان کیلئے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار کرنا لازمی ہے۔ یا تو بیدار ہو کر اپنی زندگی کو قائم رکھیں یا مر کر زمین کو اپنے وجود سے پاک کر دیں سب درمیانی راہیں آج ان پر بند ہیں۔ اور سب دوسرے دروازے آج ان کے لئے مقفل ہیں۔

کتاب "رنگیلا رسول" کے فیصلے نے ہندوؤں میں سے ان لوگوں کو جو بزرگان دین کی ہتک میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ اور خدا کے پیاروں کو گالیاں دینا ان کی غذا ہے۔ اس قدر دلیر کر دیا ہے۔ کہ وہ خدا کے برگزیدہ رسول اور نبیوں کے سردار اور پاکیزگی و طہارت کے مجسمہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی پر ایک سے ایک بڑھکر ناپاک حملے کر رہے ہیں۔ اور انکی فطرت اس غلاظت اور نجاست پر منہ مارنے سے کراہت نہیں کرتی۔ حالانکہ یہ ایسا گندہ فعل ہے۔ کہ انسانیت اس کے خیال سے کانپتی ہے۔ اور شرافت ایسے ذکر سے نفرت کرتی ہے۔ شریف الطبع لوگ تو معمولی آدمی کو گالیاں دینے سے بھی دریغ کرتے ہیں۔ کجا یہ کہ اس قسم کے مصنف اس پاکباز کو گندے سے گندے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ جس پر طہارت کو فخر ہے۔ اور پاکیزگی کو ناز۔

کتاب "رنگیلا رسول" اور "ورتمان" سے یہ ہولی شروع ہوئی۔ کنور دلیپ سنگھ صاحب کے فیصلے سے جرأت پاکر ورتمان نے اس ظلم کو اور بڑھایا۔ اور اس کے بعد ملاپ، پرتاپ اور ملاپ وغیرہ کے ایڈیٹروں نے اپنی دیدہ دہنی کا ثبوت دیا۔ اس ناپاک حملے کے جواب میں مسلمانوں نے کیا کیا۔ اور اس کا کیا بدلہ ملا وہ ظاہر ہے مسلم آؤٹ لک میں کنور دلیپ سنگھ صاحب کے فیصلے پر جرح کی گئی۔ تو ایڈیٹر اور مالک ہتک عدالت کے جرم میں قید خانے میں ڈال دیئے گئے۔ وہ ہندوستان کی سرزمین جس پر کل تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حکومت کر رہے تھے۔ آج اس کی عزت کی حفاظت کرنیوالے عدالت عالیہ کی ہتک کے مرتکب قرار پاکر قید خانے کی دیواروں کے پیچھے محبوس ہیں۔ یہ کیوں ہے؟ اسی لئے کہ مسلمانوں نے اپنے فرائض کو بھلا دیا۔ اور اپنی ذمہ واریوں کو پس پشت ڈال دیا۔ خدا تعالیٰ ظالم نہیں۔ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ اللہ تعالےٰ یقیناً کسی قوم سے اس کی نعمتیں نہیں چھینتا۔ جب تک کہ وہ خود اپنے آپ کو ان نعمتوں کے استحقاق سے محروم نہیں کر دیتی۔ پس اے مسلمانو اپنے حال پر غور کرو۔ اور اپنے مشکلات پر نظر ڈالو۔ ایک دن وہ تھا۔ کہ خدا کی نصرت تم کو کرۂ ارض کے کناروں تک لیجا رہی تھی۔ اور آج تم دوسری قوموں کا فٹ بال بن رہے ہو۔ جس کا جی چاہتا ہے۔ ٹھوکر مار کر تمہیں کہیں کا کہیں پھینک دیتا ہے۔ ایک وقت وہ تھا۔ کہ تمہارے رحم پر تمام دنیا تھی۔ اور تم دنیا سے رحم کا سلوک کرتے تھے۔ لیکن آج تم دنیا کے رحم پر ہو۔ اور دنیا تم سے رحم کا سلوک نہیں کرتی۔ آہ! وہ دن کیا ہوئے جب تم دنیا کے رکھوالے تھے۔ اور کیا ہی اچھے رکھوالے تھے ہر قوم اور ملت کے بیکس تمہاری حفاظت میں آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ تمہارا نام انصاف کا ضامن تھا۔ اور تمہاری آمد عدل کی کفیل۔ مگر آج تم لاوارث اور بے یار و مددگار ہو۔ اپنی عزت کی حفاظت تو الگ رہی۔ اس پاک ذات کی عزت کی حفاظت بھی تم سے ممکن نہیں۔ جس پر تمہارے جسم کا ہر ذرہ فدا ہے۔ اور جس کی جوتیوں کی خاک بننا بھی تمہارے لئے فخر کا موجب ہے۔ آسمان تمہارے لئے تاریک ہے۔ اور زمین تمہارے لئے تنگ ہے۔ اے بھائیو کیا کبھی آپ نے اس امر پر غور کیا۔ کہ یہ سب کچھ مسلمانوں کی اپنی سستیوں اور غفلتوں کا نتیجہ ہے۔ ورنہ خدا تعالےٰ ہرگز ظالم نہیں۔ یہ دن کبھی بھی نہ آتے۔ اگر مسلمان اپنی سستیوں اور غفلتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرتے۔ اور اپنی اصلاح کی فکر کرتے۔ لیکن اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اگر اب بھی آپ لوگ ہمت سے کام لیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے صلح کر کے بجائے اس پر الزام لگانے کے اور یہ کہنے کے کہ اس نے ہمیں ذلیل کر دیا ہے۔ اپنے عیب اور نقص کو محسوس کرنے لگیں۔ اور اپنی سستیوں اور غفلتوں کو ترک کر دیں۔ تو یقیناً یہ مصائب کا زمانہ بدل جائے گا۔ اور یہ مشکلات کے بادل پھٹ جائیں گے۔

اے بھائیو آپ کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ بغیر عقل اور تدبیر سے کام لینے کے موجودہ مشکلات دور نہیں ہو سکتیں۔ ہوگا وہی جس کے مستحق ہمارے اعمال ہمیں بنائیں گے۔ اس وقت حالت یہ ہے۔ کہ ہائی کورٹ کے ایک جج نے یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ انگریزی قانون کی رو سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت سے سخت ہتک کرنے والا شخص بھی قابل سزا نہیں۔ یہ فیصلہ ہمارے نزدیک غلط ہے۔ لیکن اس میں کیا شک ہے۔ کہ صوبہ کی اعلےٰ عدالت کے ایک رکن نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اور جب تک یہ فیصلہ نہ بدلے۔ اس وقت تک یہی فیصلہ ملک کا قانون ہے۔ مسلم آؤٹ لک نے اس فیصلہ پر جرح کی۔ اور اس کے ایڈیٹر اور مالک کو ہتک عدالت کے جرم میں قید خانے میں داخل کر دیا گیا ہے۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ

(۱) ان لوگوں کو قید سے رہا کرائیں۔ کہ جن کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت میں قید کیا گیا۔

(۲) فیصلے کو جلد سے جلد بدلوائیں۔

(۳) ان حالات کی اصلاح کرائیں۔ جن کی وجہ سے اس قسم کی ہتک آمیز تحریرات لکھی گئیں۔ اور ان کے لکھنے والے بری کئے گئے۔

آپ خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ حکومت ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ اور نہ ہم اکیلے ہی ہندوستان کے باشندے ہیں حکومت انگریزوں کے اختیار میں ہے۔ اور ہندوستان کی آبادی کا اکثر حصہ ہندو ہے۔ پس ہم خود کچھ کر نہیں سکتے۔ اور گورنمنٹ کو بھی دخل دیتے وقت اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کہ اس کے فیصلے کا آبادی کے دوسرے حصہ اور زیادہ حصہ پر کیا اثر پڑتا ہے۔ پس بغیر اس کے کہ ہم حسن تدبیر سے کام لیں۔ ہمارے لئے کامیابی ناممکن ہے۔ اور اگر ہم جوش میں اپنے آپ کو ہلاک بھی کر دیں۔ تو اس سے اسلام کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کا دروازہ اور بھی کھل جائیگا۔ پس ہمیں چاہیئے۔ کہ اپنی عقل کو قائم رکھتے ہوئے ان تدابیر کو اختیار کریں۔ جو موجودہ مشکلات کو حل کر دیں اور مسلمانوں کی موجودہ ذلت کو عزت سے بدل دیں۔

آپ سب لوگوں کو معلوم ہوگا۔ کہ گورنر صاحب پنجاب نے بڑے زوردار الفاظ میں کنور دلیپ سنگھ صاحب کے فیصلہ کے خلاف آواز بلند کی تھی۔ اور اس پر تعجب اور حیرت کا اظہار کیا تھا۔ اور وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ ضرور یا تو اس فیصلے کو بدلوائیں گے یا پھر قانون کی اصلاح کرائیں گے تاکہ آئندہ رسول کریم صلعم کی ہتک کی کسی کو جرأت نہ ہو۔ اس عرصے میں ورتمان کے رسالے میں ایک مضمون شائع ہوا۔ اور میں نے اس کی طرف ایک اشتہار کے ذریعہ سے توجہ دلائی۔ اور گورنمنٹ نے اس رسالہ کو ضبط کرنے کے علاوہ اس کے ایڈیٹر اور مضمون نگار پر مقدمہ چلا دیا یہ مقدمہ اب ہائی کورٹ میں پیش ہے۔ اور اس کے فیصلے پر یا تو قانون کی وہ تشریح قائم ہو جائے گی۔ جو اب تک سمجھی جاتی رہی ہے۔ یا پھر گورنمنٹ قانون کی ایسی تشریح کرے گی۔ کہ آئندہ کسی جج کو اس قانون کے وہ معنے کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ جو کہ کنور دلیپ سنگھ صاحب نے کئے تھے۔ میں نے قانون دان لوگوں سے معلوم کیا ہے کہ کتاب "رنگیلا رسول" کے مصنف کے خلاف پریوی کونسل میں اپیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پریوی کونسل یہ فیصلہ کر چکی ہے۔ کہ اس کے سامنے ایسے ہی مقدمات آنے چاہیئں۔ جن میں کسی شخص کی بریت یا سزا میں تخفیف کی خواہش کی گئی ہو۔ اور سزا کی زیادتی یا سزا دینے کے متعلق اپیلوں کو سننے کے لئے وہ تیار نہیں۔ پس یہی راستہ گورنمنٹ کے لئے کھلا تھا۔ کہ وہ ایک نیا مقدمہ چلائے۔ اور اس کا موقعہ اُسے ورتمان کے مضمون سے مل گیا ہے اور الحمد للہ کہ اللہ تعالے نے یہ موقع میرے ذریعہ سے بہم پہنچا دیا۔

ان حالات میں آپ لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس معاملے میں ہماری تکلیف کا موجب گورنمنٹ نہیں۔ بلکہ جیسا کہ گورنر [illegible] گورنمنٹ اس معاملہ میں مسلمانوں کو مظلوم سمجھتی ہے۔ اور ان سے ہمدردی رکھتی ہے۔ لیکن وہ ہندو جو اس وقت فساد کے درپے ہیں چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح گورنمنٹ سے ہمیں لڑا کر اپنا کام نکالیں۔ اور گورنمنٹ کی نظروں میں مسلمانوں کو فسادی ثابت کر کے اس کی ہمدردی کو اپنے حق میں حاصل کر لیں۔ اے بھائیو آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس کوشش میں کامیاب ہو جائیں۔ تو اسلام کے لئے کس قدر مشکلات پیدا ہو جائینگی۔ بے شک بعض لوگ کہدینگے۔ کہ ہم جانیں دیدینگے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ کیا بے فائدہ جان دیدینے سے اسلام کا نفع ہوگا یا نقصان؟ یقیناً جس طرح موقع پر جان دینے سے گریز کرنے والا آدمی مجرم ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی مجرم ہے جو بے موقع جان دیکر اسلام کی طاقت کو کمزور کرتا ہے۔ ہر شخص جو اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے۔ اسلام کی چھت کے نیچے کا ایک ستون ہے۔ اور اس کا ٹوٹنا اسلام کے لئے مضر۔ پس ہر ایک شخص جو بے جا جوش میں آکر اپنے آپ کو تباہ کرتا ہے اسلام کو نقصان پہنچانے والا ہے۔ نہ کہ فائدہ پہنچانے والا۔ پس میں خلوص دل اور گہری محبت کے جذبات سے متأثر ہو کر آپ لوگوں سے کہتا ہوں۔ کہ یہی وقت اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کا ہے اسلام کی حالت پر نظر کرتے ہوئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور مسلمانوں کے فوائد کا خیال کرتے ہوئے آج ہر قسم کے ایسے افعال سے اجتناب کریں۔ جو گو آپ کے جوشوں کو تو نکال دیں۔ لیکن اسلام کی طاقت کو نقصان پہنچا دیں۔ اے بھائیو وہ دو بہادر اور وفادار جو آج قیدخانے کو زینت دے رہے ہیں۔ ان میں سے ایک یعنی "مسلم آؤٹ لک" کا ایڈیٹر میرا روحانی فرزند ہے۔ اور ایک مخلص احمدی ہے اور آپ لوگ جانتے ہیں۔ کہ کس بہادری سے اس نے غیرت اسلامی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کا اور اس کے بھائی کا قید میں رہنا مجھے جسقدر شاق گذر سکتا ہے۔ اس کا اندازہ دوسرے لوگ نہیں کر سکتے اسی طرح میری صحت کمزور ہے۔ اور آج کل تو روزانہ بخار ہوتا ہے۔ مگر اس حالت میں بھی دن اور رات موجودہ اسلامی مشکلات کی فکر میں اور ان کے دُور کرنیکی تدابیر میں لگا رہتا ہوں۔ پس میں جو کچھ کہتا ہوں۔ محض اسلام کی عزت اور آپ لوگوں کے فائدہ کے لئے کہتا ہوں۔ خدا اور اس کے رسُول کے لئے جس وقت جان دینا ہی ضروری ہوگا۔ اس وقت اگر میں زندہ ہوا۔ تو انشاء اللہ تعالے میں سب سے آگے ہوں گا۔ اور خدا کے فضل سے کسی کو آگے نکلنے نہیں دونگا۔ لیکن عقل کہتی ہے۔ کہ اس وقت ہمارے فوائد اس امر سے وابستہ ہیں۔ کہ ہم حسن تدبیر سے اور گورنمنٹ کے ساتھ صلح رکھکر اپنے مقاصد کو حاصل کریں۔

اے بھائیو! اس وقت ہندوستان میں اسلام کی زندگی اور موت کا سوال پیش ہے۔ اور اس وقت ہماری ذرا سی کوتاہی ہمیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنا دیگی۔ پس اس بیداری کو جو خدا تعالے نے مسلمانوں میں پیدا کی ہے۔ رائیگاں نہ جانے دو چاہیئے کہ ہم اس شخص کی طرح کام نہ کریں۔ کہ جسے سوتے سے جگایا جاتا ہے۔ تو اٹھ کر جگانے والے کو مار کر پھر لیٹ جاتا ہے بلکہ ہماری بیداری حقیقی بیداری ہو۔ اور ہم ان کاموں میں بڑے زور سے لگ جائیں۔ جو اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی بہبودی کے لئے ضروری ہیں۔ اسلام کی زندگی آپ کی موت سے نہیں۔ بلکہ آپ کی زندگی سے وابستہ ہے۔ یہ نہ خیال کرو۔ کہ اس وقت تک ہماری زندگی سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچا ہے۔ کیونکہ اس وقت تک آپ کی زندگی غفلت کی زندگی تھی۔ حقیقی زندگی نہ تھی۔ اسلام کیلئے زندگی بسر کر کے دیکھو۔ تو تھوڑے ہی دنوں میں سب غلامی کے بند ٹوٹنے لگ جائیں گے۔ اور ذلت کی گھڑیاں جاتی رہینگی۔

اس وقت اللہ تعالٰے نے مسلمانوں کے دلوں میں غیرت کا چشمہ پھوڑ دیا ہے۔ جو روز بروز ایک زبردست دریا کی شکل میں تبدیل ہوتا جاتا ہے۔ اس دریا کے پانی کو پھیلنے نہ دو۔ کہ وہ اس طرح ضائع ہو جائیگا۔ اور پھر یہ دن میسر نہ ہونگے۔ اس دریا کو اس کے کناروں کے اندر رہنے دو۔ اور اسلام کے دشمنوں کے کھودے ہوئے گڑھوں کی وجہ سے جو آبشاریں بن رہی ہیں۔ ان سے بجلی لے کر ایک نہ دبنے والی طاقت پیدا کرو۔ تاخدا آپ پر راضی ہو۔ اور آئندہ [illegible] آپ پر فخر کریں۔

میرے نزدیک ہر ایک اسلام کا درد رکھنے والے کا اس وقت یہ فرض ہے۔ کہ اس موقع پر بجائے وقتی جوش دکھانے کے وہ یہ عہد کرے۔ کہ وہ آئندہ قرآن کریم کو اپنا ہادی بنائیگا۔ اور اسلام کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرے گا۔ اور مسلمانوں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھے گا۔ اور مسلمانوں کی ہر قسم کی مدد کیلئے آمادہ رہیگا۔ اور اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں سے لڑائی جھگڑے کو بند کر دیگا۔ اور خواہ وہ اس کے کتنے دشمن ہوں۔ وہ انہیں اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منکروں پر ترجیح دے گا۔ اور تبلیغ اسلام کو اپنا مقدم فرض سمجھے گا۔ اور اس کے متعلق مالی اور جسمانی اور اخلاقی امداد پر کمربستہ رہیگا۔ اور ہندوؤں سے ان تمام امور میں چھوت چھات سے کام لیگا۔ جن میں وہ مسلمانوں سے چھوت چھات کرتے ہیں۔ اور حتی الامکان مسلمانوں سے ہی سودا خریدنے کی کوشش کریگا۔ اور مسلمانوں کی ہر قسم کی دوکانیں کھلوانے کا ہمیشہ خیال رکھیگا۔ اور سُود سے پرہیز کرے گا۔ اور اگر وہ اس خلاف شرع کام میں مبتلا ہو چکا ہے۔ تو اپنے علاقہ میں کوآپریٹو سوسائٹی کھلوا کر اس سے لین دین رکھے گا۔ تاکہ ہندوؤں کی غلامی سے آزاد ہو جائے۔ اور رفتہ رفتہ سُود کی لعنت سے بھی بچ سکے۔ اور اگر وہ ملازم ہے۔ تو حتی الامکان مسلمانوں کے پامال شدہ حقوق انہیں دلوانے کی کوشش کرے گا۔ اور اگر ایسے

نمبر ۵ جلد ۱۵
28

مقدمات پیش آتے ہیں۔ تو وہ مقدور بھر مسلمان وکیلوں کے پاس جائے گا۔ اور ان مٹھی بھر مسلمان حکام کی عزت کی حفاظت کا ہمیشہ خیال رکھے گا۔ کہ جنہیں برادران وطن ہر طرح کا نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور اسلامی اخبارات کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتا رہیگا۔ اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت میں ہر ممکن طریق سے حصہ لے گا۔ اور مسلمانوں میں صلح اور آشتی پھیلانے اور ان میں سے تفرقہ دُور کرنے کی کوشش کرتا رہیگا۔ یہ وہ کام ہے۔ جس کی اسلام کو اس وقت سخت ضرورت ہے۔ اور یہ وہ قربانی ہے۔ جس سے اسلام کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور یہ کام یقیناً لڑ کر مر جانے سے ہزار درجے بڑھ کر مشکل ہے۔ پنجاب کے ہر شہر میں جوش سے بڑھ بڑھ کر جان دینے والے آدمی ایک دن میں ہی پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس قربانی کے لئے جو لمبی اور نہ ختم ہونے والی قربانی ہے۔ بہت ہی کم آدمی اس وقت میسر آ سکتے ہیں۔ لیکن اسلام کو فتح اسی طرح نصیب ہوگی۔ اور اسے غلبہ اسی طرح حاصل ہوگا۔ پس اس کی طرف توجہ کرو۔ اور خدا پر توکل کر کے اٹھ کھڑے ہو۔ جو سست ہیں۔ انہیں ہوشیار کرو۔ اور جو سو رہے ہیں۔ انہیں جگاؤ۔ اور جو کمزور ہیں۔ انہیں سہارا دو۔ اور جو روٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں مناؤ۔ اور خدا کی راہ میں ہر ایک ذلت برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کہ عزت وہی ہے۔ جو خدا کی طرف سے ملتی ہے۔ اور معزز وہی ہے۔ جس کی قوم معزز ہوتی ہے۔ یاد رہے۔ کہ دنیا کی تمام دولتیں اور تمام عزتیں آپکو اس وقت تک حقیقی عزت نہیں بخش سکتیں۔ جب تک کہ آپ کی سب قوم معزز نہیں ہو جاتی ؛

یہ تو اصلی کام ہے۔ باقی رہا وقتی کام سو اس کے لئے میرے نزدیک۔ **بہترین تجویز** یہ ہے۔ کہ اول تو جلد سے جلد ایک وفد ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کے پاس جائے۔ اور انہیں اس امر کی طرف توجہ دلائے۔ کہ مسلم آوٹ لک کے ایڈیٹر اور مالک کو فوراً آزاد کیا جائے اور اس وفد میں ہر فرقہ کے لوگ اور تمام پنجاب کے نمائندے شامل ہوں۔ میں نے اس غرض سے ہز ایکسیلنسی کو چٹھی بھی لکھوائی ہے۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ اس وفد کو ملنے سے انہیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ پس ہمیں امید رکھنی چاہیئے۔ کہ ہمارے معقول مطالبے کو منظور کرنے میں گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اور اگر بفرض محال اس میں کوئی دقت محسوس ہوئی۔ تو اس کے متعلق اس وقت کے پیدا ہونے پر غور کیا جا سکے گا ؛

دوسری تدبیر یہ ہے۔ کہ ایک محضر نامہ تمام پنجاب اور دہلی اور سرحدی صوبہ کے لوگوں کی طرف سے گورنمنٹ کے پیش کیا جائے جس میں اس سے پُر زور مطالبہ کیا جائے۔ کہ وہ کنور دلیپ سنگھ صاحب جج ہائی کورٹ پنجاب کے فیصلے کے اثر کو مٹا کر فوراً اس امر کا انتظام کرے۔ کہ آئندہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال نہ کرے۔ جو اس مصنف کے خبث باطن اور ناپاک فطرت کو نہایت ہی گندے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے مسلمانوں کی دل شکنی کا موجب ہوں۔ بلکہ نہ صرف آپ کے لئے بلکہ تمام مذاہب کے بزرگوں کی عزت کی حفاظت کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرے۔ اسی طرح گورنمنٹ سے یہ مطالبہ بھی کیا جائے کہ وہ کنور دلیپ سنگھ صاحب کو جن کے فیصلہ متعلقہ کتاب "رنگیلا رسول" کی وجہ سے صوبے کی اکثر آبادی کو ان پر اعتماد نہیں رہا۔ اس عہدہ جلیلہ سے الگ کر کے مسلمانوں کی بے چینی کو دُور کرے۔ نیز یہ بھی مطالبہ کیا جائے۔ کہ مسلم آوٹ لک کے مدیر اور مالک کو قید سے رہا کر دیا جائے۔ کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے درحقیقت ہائیکورٹ کی عزت کو بچانے کی کوشش کی ہے۔ نہ کہ اس کے اعتبار کو مٹانا چاہا ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ ہائی کورٹ نے ان کی قید کا حکم دے کر اپنے ہاتھوں اپنی عزت کو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ اور چونکہ اس وقت ہائی کورٹ میں ہندوستانی ججوں میں سے اکثریت ہندوؤں کی ہے۔ اور پنجاب کے مسلمانوں کی اس بات میں سخت ہتک ہے۔ کہ مسلمان بیرسٹروں میں سے ایک بھی جج مقرر نہیں۔ بلکہ ایک جج تو سرحد سے لیا گیا ہے۔ اور ایک جج یو پی سے بلایا گیا ہے۔ حالانکہ پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی ۵۵ فیصدی ہے۔ اور اکثر مقدمات مسلمانوں کے ہی ہوتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو ان کے حقوق دیئے جائیں۔ اور کم سے کم ایک مسلمان جج پنجاب کے بیرسٹروں میں سے فوراً مستقل طور پر مقرر کیا جائے۔ اور جو موجودہ مسلمان جج ہیں۔ انہیں اگر گورنمنٹ رکھنا چاہتی ہو۔ تو انہیں فوراً مستقل کر دے۔ اور یا انہیں واپس کر کے ان کی جگہ دوسرے مسلمان جج مقرر کئے جائیں۔ تا مسلمانوں کی بے چینی دُور ہو۔ اور چاہیئے کہ اگلا چیف جج پنجاب کا مسلمان بیرسٹر جج مقرر ہو ؛

اسی طرح یہ بھی مطالبہ کیا جائے۔ کہ پنجاب جس میں اکثر حصہ آبادی کا مسلمان ہیں۔ اس میں مسلمانوں کو پچیس فیصدی ملازمتیں بھی حاصل نہیں ہیں۔ بلکہ بعض صیغوں میں تو ۱۰ فیصدی بھی مسلمان اعلیٰ ملازم نہیں ملیں گے۔ اس کا خطرناک اثر مسلمانوں کے تمدن اور ان کے حقوق کی حفاظت پر پڑتا ہے۔ پس جس قدر جلد ممکن ہو مسلمانوں کو کم سے کم نصف ملازمتیں دی جائیں۔ تاکہ ان کے حقوق کی حفاظت ہو سکے ؛

یہ محضر نامہ چھپکر تیار ہے۔ میرے نزدیک اس پر کم سے کم پانچ چھ لاکھ مسلمانوں کے مردوں یا عورتیں دستخط ہونے چاہئیں۔ یہ اتنی بڑی تعداد ہے۔ کہ حکومت ہند اور حکومت برطانیہ کے اوپر اثر کئے بغیر نہیں رہیگی اور یہ محضر نامہ بھی دستخطوں کی تکمیل کے بعد ایک وفد کے ذریعہ گورنمنٹ کے سامنے پیش ہونا چاہیئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایک بہت بڑا وفد جو سب فرقوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگا جب اسے پیش کرے گا۔ تو گورنمنٹ اس متفقہ مطالبہ کو رد نہیں کر سکیگی۔ کیونکہ ملک کا فائدہ اور گورنمنٹ کی مضبوطی بھی اسی امر میں ہے۔ کہ وہ ان مطالبات کو جلد سے جلد پورا کرے۔ جو لوگ اس محضر نامہ پر دستخط کرانے کی خدمت کو اپنے ذمہ لینا چاہیں وہ مجھے یا صیغہ ترقی اسلام قادیان کو اطلاع دیں۔ تا ان کے نام مطبوعہ فارم بھجوا دیئے جائیں ؛

اسی طرح میری یہ تجویز ہے۔ کہ **۲۲ر جولائی بروز جمعہ** بعد از نماز جمعہ پنجاب۔ دہلی اور سرحدی صوبہ کے ہر شہر قصبہ اور گاؤں میں تمام فرقہ ہائے اسلامی کا ایک مشترکہ جلسہ کیا جائے جس میں کہ اوپر کے امور کی تائید میں ریزولیوشن پاس کئے جائیں۔ اور تاروں اور خطوں کے ذریعہ سے گورنمنٹ کو اسلامی حقوق کی حفاظت کی طرف توجہ دلائی جائے ؛

میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر حقیقی اصلاح کے کام کے ساتھ ساتھ ان تدابیر پر عمل شروع کیا جائے۔ تو انشاء اللہ یقیناً مسلمانوں کو کامیابی ہوگی۔ یہ کام اتنی بڑی محنت اور قربانی کو چاہتے ہیں۔ کہ اگر مسلمان ان میں کامیاب ہو جائیں۔ تو دنیا سمجھ لیگی۔ کہ اب ان کا مقابلہ ناممکن ہے۔ اور ان کی آواز اس قدر کمزور نہ رہیگی۔ جس قدر کہ اب ہے۔ بلکہ ہر ایک ان کی آواز سے ڈریگا۔ اور اس کا ادب کریگا۔ اور اس پر کان رکھے گا ؛

اے بھائیو! میں نے اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے فرض کو ادا کر دیا۔ اب کام کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔ وقت کم اور کام بہت ہے۔ چاہیئے کہ اسلام کے لئے درد رکھنے والے لوگ آج سے ہی اس کام کو ہاتھ میں لیں۔ اور علاوہ تبلیغی اور تمدنی اصلاح کے کاموں کے محضر نامہ پر دستخط کرانا اور ۲۲ر جولائی کے جلسے کے لئے تیاریاں شروع کر دیں۔ محضر نامے پر کم سے کم پانچ لاکھ مسلمانوں کے دستخط ہونے چاہئیں۔ اور جلسوں میں اس قدر لوگ جمع ہونے چاہئیں کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں۔ یاد رکھیں یہ اسلام کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ آپ اپنے عمل سے جواب دیں۔ کیا اسلام آپ کے نزدیک زندہ رہنا چاہیئے یا نہیں؟ منہ کے دعووں سے کچھ نہیں بنتا۔ ایک لمبی اور تکلیف دہ قربانی کی ضرورت ہے۔ اور دنیا آپ کے منہ کے الفاظ سے نہیں بلکہ آپکے اعمال سے دیکھیگی۔ کہ آپ کو اسلام سے کس قدر محبت ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کا کیا جواب ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں ہر ایک مسلمان کا اس وقت ایک ہی جواب ہوگا۔ اور وہی جواب ہوگا۔ جو حج کے موقعہ پر ہمارے بھائی دے چکے ہیں۔ یعنی لبیک اللھم لبیک۔ اے خدا ہم تیرے دین کی خدمت اور تیرے رسول کی عزت کی حفاظت کے لئے حاضر ہیں۔ حاضر ہیں حاضر ہیں۔ وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؛ والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

حجازی چٹھی

ارض حجاز کی تعلیمی حالت

(از جناب عرفانی)

تعلیمی حالت

تعلیمی حالت کا اندازہ صرف جدہ کی تعلیمی حالت سے نہیں کیا جانا چاہیئے۔ بلکہ ہماری نظر جزیرۃ العرب کی عام تعلیمی حالت پر ہونی چاہیئے۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ کوئی صحیح اور قرار واقعی رائے جو شمار و اعداد کی بناء پر ہو۔ اس بارے میں پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے کہ کبھی کسی حکومت نے خواہ وہ ترکی تھی یا شریفی۔ اس امر کی طرف توجہ نہیں کی۔ کہ ایک باقاعدہ نظام و تربیت کے ساتھ عرب کی مردم شماری کی ہو۔ اور خواندہ اور ناخواندہ لوگوں کی تعداد معلوم کرنے یا تعلیمی اسباب بہم پہنچانے کی طرف کما ینبغی توجہ کی ہو۔

مختصر سا تاریخی تبصرہ

تعلیمی حالت کو بیان کرتے ہوئے ناممکن ہے۔ کہ کوئی شخص جو تاریخ اسلام سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو موجودہ حالات کو دیکھے۔ اور خون کے آنسو نہ روئے۔ وہ عرب جو دنیا کا معلم تھا۔ اور جس نے دنیا کو فریضہ علم کے متعلق بیش قیمت ہدایات دی تھیں۔ علمی حیثیت سے آج اس کا مقام میرے خیال میں جاہلیت کے زمانہ سے بھی نیچے ہے۔ تعلیم و تعلم کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ اور العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ کہہ کر آپ نے اس کی ضرورت واضح کر دی تھی۔ صحابہ کی زندگیوں پر نظر کریں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ کس طرح ان میں سے بعض کو دوسری زبانوں کے سیکھنے کا حکم ہوا۔ اور کس طرح بعض اسیران جنگ کا زر فدیہ محض انصار کے بچوں کی تعلیم ہوتی تھی۔ اور صحابہ کو مختلف علاقوں میں معلم بنا کر تعلیمی اغراض کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ عصر نبوت کے بعد جب دور خلافت شروع ہوا۔ تو سب کو معلوم ہے۔ کہ کس طرح پر باقاعدہ تعلیمی نظام قائم کیا گیا۔ بدویوں کے بچوں کیلئے مکتب کھولے گئے۔ تعلیمی وظائف دئے جاتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کے تمام گوشوں میں علم و داد کے دریا بہنے لگے۔ اور رفتہ رفتہ ایسے ائمہ علم پیدا ہوئے۔ کہ جنہوں نے تمام دنیا کو سیراب کر دیا۔ مسجد نبوی علم و فضل کی ایک بے نظیر اور کامیاب یونیورسٹی تھی۔ جہاں دنیا کے ہر حصہ سے لوگ تحصیل علم کے لئے آتے۔ پھر جوں جوں اسلامی ترقیات کا میدان وسیع ہوتا گیا۔ اسلامی علوم و فنون کا فیضان بھی بڑھتا گیا۔ اور بالآخر اندلس کی یونیورسٹیوں نے اہل یورپ کو سیراب کر دیا۔ مگر آج یہ کہانی معلوم ہوتی ہے۔ اور افسانہ سے زیادہ اس کی وقعت نہیں رہ جاتی۔ بحالیکہ کل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ اس عہد میں سفر کرنا ایک مشکل ترین امر تھا۔ لیکن برکات علم کا سمندر موجیں مارتا تھا۔ اور آج یہ حالت ہے۔ کہ اسی عرب میں تعلیمی اعتبار سے بھی سوائے ریگستان کے کچھ نظر نہیں آتا۔

میں یہ کہنے سے نہیں رک سکتا۔ اور بدرد دل کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ عرب کی موجودہ حالت محض سیاسی اور پولیٹیکل انقلابات کا نتیجہ ہے۔ جس کی ابتداء اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ خلافت عباسیہ کے ختم شروع ہوتی ہے۔ جبکہ عربوں کی حالت میں ایک انقلاب خاص شروع ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ وہ میدان علم سے نکل گئے۔ یہاں تک کہ ہم ترکی عہد حکومت میں پہنچے۔ جب ترکی خلافت کا دور دورہ تھا۔ تو سلطان عبدالحمید خان نے بدوی قبیلوں کے مکاتب (جن کو مکاتب عشائر کہتے تھے۔) کو جاری رکھا لیکن رفتہ رفتہ یہ جوش کم ہوتا گیا۔ اور رہی سہی تعلیمی حالت بھی کمزور ہو گئی۔ جب نوجوان ترکوں کا عمل دخل ہو گیا۔ تو انہوں نے تعلیم کی طرف توجہ تو کی۔ مگر ان کا مقصد وحید عربی قومیت اور عربی زبان کو فنا کرنا تھا۔ اور انہوں نے ترکی پر زور دیا۔ عربوں نے اس سیاسی چال کو محسوس کیا۔ اور اس قسم کے مدارس اور نصاب کی عملاً مخالفت کی۔ اور اس طرح پر تعلیمی رو کوئی قوت حاصل نہ کر سکی۔

کچھ شک نہیں۔ عربوں کو تعلیمی پہلو سے کچھ نقصان پہنچا۔ لیکن میں اپنے ذوق کے موافق عربوں کی اس مخالفت کی عزت و احترام کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے اپنی قوم اور زبان کو بچا لیا ورنہ آج شاید وہ اپنی زبان کو بھی بھول جاتے۔ ترکی حکومت کے بعد جب عربی حکومت قائم ہوئی۔ اور خاندان شریف میں حکومت منتقل ہو گئی۔ تو کچھ شک نہیں۔ کہ انہوں نے تعلیمی مذاق پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور اس مقصد کے لئے چند ابتدائی مدرسے قائم کئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ان مدرسوں کے اجراء سے غرض جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے۔ یہ نہ تھی کہ علمی دنیا میں اہل عرب کوئی امتیاز حاصل کریں۔ بلکہ اصل غرض یہ تھی۔ کہ ان مدرسوں سے عربی حکومت کے دفتری کاروبار کے لئے کلرک پیدا ہو سکیں۔ ان میں اسلامی حمیت یا غیرت ہو۔ یا نہ ہو۔ وہ ایک قوم پرست نوجوانوں کے رنگ میں ظاہر ہوں۔ سیاسی اغراض اور مصالح کے لئے ممکن ہے۔ یہ مقصد مفید ہو۔ مگر نفس اسلام کی عظمت اور عرب کے اس مقام کے لحاظ سے جو وہ اسلامی دنیا میں رکھتا ہے۔ عرب سے روحانی اور دینی علوم کے باعمل عالم پیدا ہونے چاہئیں۔

شریفی حکومت کو پوری قوت و استحکام حاصل نہیں ہوا تھا۔ یا یہ کہو۔ کہ منشاء الٰہی کچھ اور تھا۔ عرب میں نجد و حجاز کی ایک سول وار شروع ہوئی۔ اور نجدی حملے کے بعد یہ مکتب خود بخود بند ہو گئے۔ اور پھر جنگ کے بعد جب نجدی حکومت کو خدا تعالےٰ نے امانت سونپ دی۔ تو جیسا کہ ہر حکومت کا ابتدائی عہد عہد انتظام اور عہد تعمیر و استحکام ہوتا ہے۔ ان کو اپنے ابتدائی انتظامات سے ہی ابھی فرصت نہیں ہوئی۔ کہا جاتا ہے۔ یا توقع کی جاتی ہے۔ کہ یہ عہد تعلیمی ضرورتوں پر توجہ کرے گا۔ اور عربی بچوں کو علمی دنیا میں ممتاز کرنے کی سعی کرے گا کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ میں ابھی تک جو کچھ لکھ رہا ہوں۔ عام معلومات کی بناء پر لکھ رہا ہوں۔ میں حکومت کے بعض ذمہ وار لوگوں سے انٹرویو کرنے کا انشاء اللہ ارادہ رکھتا ہوں۔ اور اس کے بعد ممکن ہے بہت سا کچھ صراحت سے لکھ سکوں۔

غرض عرب کی تعلیمی تاریخ کے آخری باب نہایت حسرت و دکھ دینے والے ہیں۔ اس مختصر سے تاریخی تبصرہ کے بعد میں اب جدہ کو لیتا ہوں۔

جدہ کی حالت

جدہ مکہ معظمہ کا بندرگاہ اور دروازہ ہے۔ ہر جگہ سے سمندر کے راستہ آنے والے حاجی اسی راستہ سے مکہ معظمہ کو جاتے ہیں۔ اس لئے جدہ کی آبادی اور تجارت ایک خاص اہمیت رکھتی ہے جہاں تک میں اندازہ کرتا ہوں۔ جدہ کی موجودہ آبادی شاید بیس ہزار سے زیادہ نہ ہو۔ اور یہ ساری آبادی ایک مخلوط آبادی ہے مختلف نسلوں اور ملکوں کے لوگ یہاں آباد ہیں۔ سمندر سے جدہ کا نظارہ نہایت خوشنما اور دلربا ہے۔ اور بڑے شاندار مکان نظر آتے ہیں۔ مگر شہر میں اگر وہ دلچسپی مناظر اور دوسری شہری حیثیتوں سے باقی نہیں رہتی۔

چونکہ مختلف حکومتوں کے علاقوں سے حجاج آتے ہیں۔ اس لئے ظاہری الفاظ میں یہی کہنا چاہیئے۔ کہ اپنی اپنی رعایا کی خبر گیری اور آرام کے لئے مختلف حکومتوں نے اپنے قونصل خانے قائم کر رکھے ہیں۔ اور ضرورت کے وقت حاجیوں کو ان سے جائز مدد ملتی ہے۔

ہندوستانی نقطہ خیال سے جدہ میں پٹن (گجرات) کے مسلمان تاجروں کی ایک جماعت عرصہ دراز سے آباد ہے۔ اور ان کا محلہ ہندوستانی محلہ ہی ہے۔ مگر ان میں کسی قسم کی تنظیم اور تعلیمی جوش نہیں۔ ان کی ساری تگ و دو اپنے تجارتی اغراض تک محدود ہے۔ ورنہ ایک تاجر اور آسودہ حال قوم کے لئے یہ مشکل نہ تھا۔ کہ وہ کوئی اچھا مدرسہ اپنی اولاد کے لئے قائم کر لیتی۔

تجارتی پہلو

تجارتی نقطہ خیال سے یہاں عموماً تمام مال ہندوستان سے آتا ہے۔ ولایت اور مصر وغیرہ سے بھی کچھ چیزیں آتی ہیں۔ میں نے اونٹوں پر ردی کاغذات کے بہت سے بورے لدے ہوئے دیکھے۔ جو لوریوں سے آرہے تھے۔ ضرورت کی تمام اشیاء باہر سے آتی ہیں۔ عرب کی پیداوار ی

کیا جو باہر بھی جائے۔ تاہم بعض سواحل عرب سے موتی بھی آجاتے ہیں۔ جو یورپ کی منڈیوں تک جا پہنچتے ہیں۔ میں چونکہ تجارتی پہلو پر کسی قدر تفصیل سے لکھنا چاہتا ہوں۔ یہاں اس سے زیادہ نہیں لکھتا۔ یہ ذکر محض ہندوستانی تاجروں کی تعلیمی بے حسی کے خیال سے کیا ہے۔

مگر اس تاریکی میں ایک شعاع امید بھی ہے۔ یہاں ایک ایرانی خاندان قریباً نصف صدی سے رہتا ہے۔ اس خاندان کا ہیڈ ایک شخص محمد علی زین رضا ہے۔ یہ خاندان یہاں تجارتی حیثیت سے آباد ہوا۔ اور غلہ کی تجارت اور جہاز ران کمپنیوں کی ایجنٹیوں کی بدولت اس نے خداداد دولت سے بہرہ وافر پایا۔ محمد علی زین رضا پیرس میں موتیوں کا بہت بڑا تاجر ہے۔ ان کو اس ملک میں تعلیمی ضرورتوں کا احساس ہوا۔ اور انہوں نے اپنے صرف خاص سے جدہ میں ایک مدرسۃ الفلاح کے نام سے قائم کیا ہے۔ اور اسی کی ایک شاخ مکہ معظمہ میں بھی قائم کی ہے۔ یہ مدرسہ کہا جاتا ہے۔ مصری مدرسوں کے طرز پر علوم جدیدہ وقدیمہ کو ملا کر قائم کیا گیا ہے۔ مجھے ابھی تک اس کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے تفصیلی حالات مدرسہ کو دیکھنے کے بعد بشرطیکہ موقع ملا۔ لکھونگا۔ یہ ہے مختصر داستان یہاں کی تعلیمی حالت کی ؛

شاہ تیمور اور سیواجی

قابل توجہ گورنمنٹ پنجاب

اندنوں مسلمان بادشاہوں کو بدنام کرنے کیلئے ہندو قوم جو خطرناک اور زہر آلود پروپیگنڈا کر رہی ہے وہ حکومت سے مخفی نہیں مگر نا معلوم کیا وجہ ہے کہ گورداسپور کے خفتان برتاب ادراسی قماش کے دوسرے اخبارات نہایت دریدہ دہنی سے مسلمان بادشاہوں پر حملے کرتے ہیں اور گورنمنٹ کی طرف سے کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا جس سے انکے حوصلے بڑھ رہے ہیں گورنمنٹ کو بہت جلد ان جرائم کے استیصال کی طرف توجہ کرنی چاہئیے ابھی حال میں ہندو اخبار "راجپوت گزٹ" لاہور شاہ تیمور کے متعلق لکھتا ہے:-

"سرقند کے نزدیک حال ہی میں مشہور ظالم لٹیرے تیمر لنگ کے محل کا ملبہ برآمد ہوا ہے" (۲۵ جون صفحہ ۶)

کل کی بات ہے۔ اخبار "لاحول" کو سیواجی کے متعلق جو حکومت کا باغی اور احسان فراموش تھا۔ ان الفاظ پر ہی تنبیہ ہو چکی ہے لیکن ہندو اخبارات اسی طرح سے بے لگام نظر آتے ہیں۔ بلکہ ان کی منہ زوری اور بھی ترقی کر رہی ہے۔ حکومت کو چاہئیے۔ کہ اس قسم کے حالات میں ہندو اخبارات کو بھی اپنی توجہ خاص سے بالکل محروم نہ کر دے۔ تاکہ مسلم پبلک کو گورنمنٹ کے متعلق بدظنی کا موقع نہ ملے ؛

خاکسار اللہ دتا جالندہری ؛

ویدوں کے عالموں سے سوال

کیا فرماتے ہیں پنڈت صاحبان۔ ویدک دہرم کے حامی اور سنسکرت کے فاضل سوامی اس سوال کے حل میں کہ ۱۳ مئی گذشتہ کی ایک اشاعت اخبار ٹریبیون لاہور میں مشہور ومعروف بنگالی لیڈر بپن چندر پال نے جو مضمون لکھا ہے اور جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ ویدک دہرم کی کسی مستند کتاب میں گئو کشی کے مخالف کوئی سند نہیں ملتی۔ بلکہ ویدوں میں اسوامیدھا یجنا گھوڑے کو اور گئو میدھا یجنا گائے کو قربانی کے لئے ذبح کرنے اور کھانے کے تاکیدی حکم موجود ہیں۔ اور سروتا کی لٹریچر جو ویدک قوانین پر جامع طور پر مشتمل ہے۔ اس میں اس قسم کی بہت سی سندات موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اعلیٰ طبقہ کے برہمن ہمیشہ لازمی طور پر گائے کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ اور ویدوں میں دہرمی فرض رکھا گیا ہے کہ ایک معزز تقریب پر گائے ذبح کرکے اس کا گوشت استعمال کیا کریں۔ جب کسی شخص کے گھر میں راجہ یا اس کا مقتدیٰ گرو یا خاندانی پروہت یا کوئی اور معزز رشتہ دار یا مہمان یا داماد آ تو اس کا فرض ہے۔ کہ اچھی گائے یا بچھڑا تلاش کرکے اس کی ضیافت کے لئے ذبح کرے۔ جب تک ویدوں کی تعلیم پر لوگ عمل کرتے تھے۔ اس وقت تک ان کا یہی عمل رہا تھا۔ اور گائے کا گوشت اسی حکم کے مطابق استعمال کرتے تھے۔ متاخرین علمائے وید وفضلائے سنسکرت کی تصانیف بھی اس کی تائید سے لبریز ہیں۔

بھیا بھوتی زمانہ کو بہت عرصہ نہیں گذرا۔ یہ ایسا زمانہ ہے۔ کہ لوگ ویدک تعلیم کو پس پشت ڈال کر اس کو فراموش کر چکے تھے لیکن باوجود اس کے ویدوں کے حکم پر اتنا عملدرآمد باقی رہ گیا تھا۔ کہ گائے ذبح کرتے۔ اور اس کو عام طور پر کھاتے تھے۔

اتر رام چرتیا بھیا بھوت کا ایک مشہور اور مقبول عام ڈرامہ ہے۔ اس میں ایک واقعہ کا نظارہ دکھلایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں ویدوں کے عالم فاضل لوگ دنیا کے مشاغل سے الگ آبادیوں سے دور تنہائی کے آشرموں میں بودوباش رکھتے تھے۔ ان آشرموں میں ہی ان کے طالب علم بھی سکونت رکھتے تھے۔ یہی ان کی یونیورسٹیاں اور یہی ان کے ہوسٹل ہوتے تھے۔ اس زمانہ میں خاندان راگھو بڑا زبردست اور معزز شاہی خاندان تھا۔ ان کے خاندانی پروہتوں کی عام طور پر بہت بڑی معزت کی جاتی تھی۔ جب کبھی ان کا کوئی پروہت کسی آشرم میں آتا۔ تو اس کے احترام میں جب تک وہ وہاں قیام رکھتا۔ تعلیم گاہ کو بند رکھا جاتا۔ اور طالب علموں کو تعطیل دی جاتی۔ ایسے معزز اور مقدس مہمان کی بڑے تکلف اور تپاک سے ضیافت کی جاتی تھی۔ اور اس کے لئے اچھے گوشت والی گائے یا بچھڑا ذبح کرکے اس کے مختلف قسم کے کھانے تیار کرکے دسترخوان پر پیش کئے جاتے تھے۔ اس کے بغیر دعوت معزز نہیں سمجھی جاتی تھی۔ ایک دفعہ والمیکی کی آشرم میں مہاراجگان خاندان راگھو کا پروہت اعظم آیا۔ اس کی ضیافت کے لئے ایک طالبعلم کا خوبصورت اور موٹا گائے کا بچھڑا ذبح کرکے اس کے گوشت سے کئی قسم کے کھانے پکائے گئے۔ اس واقعہ کے متعلق ڈرامہ مذکور کی ابتدا میں دو طالبعلموں کا مکالمہ درج کیا گیا ہے۔ جو اس بات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

پہلا طالب علم:- (دوسرے طالب علم سے مخاطب ہو کر) بھائی! بتاؤ تو سہی! ابر سول جو سفید سر مہمان ہمارے آشرم میں آئے تھے۔ وہ کون تھے؟

دوسرا طالب علم:- ارے! ایسے بڑے مہارشی کو تم نہیں جانتے؟ وہ تو بڑے نامی سوامی ہیں۔ ان کا نام وشسٹا سوامی جی مہاراج ہے۔ اور وہ مہاراجگان راگھو خاندان کے بڑے پروہت ہیں۔

پہلا طالب علم:- یہ جواب سنکر بول اٹھا۔ آہ! ہا! کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ میں تو ان کو کچھ اور سمجھا تھا۔

دوسرا طالب علم:- بھائی ہوش کرو! ایسے عظیم الشان مہاتما رشی سوامی جی کے حق میں ایسی گستاخی نہیں کرنی چاہیئے۔

پہلا طالب علم:- بھائی! میں گستاخی نہیں کرتا۔ میں ان کو جانتا نہ تھا۔ اور نہ ہی ان کو سمجھ سکا تھا۔ مجھے تو اس لئے بڑا رنج ہوا۔ کہ جب وہ ہمارے آشرم میں آئے۔ تو میرا پیارا خوبصورت بچھڑا جس کو میں نے شوق سے رکھا ہوا تھا۔ اور جس کی بڑی پرورش سے پرورش کرتا تھا۔ وہ ہمارے گرو جی نے لیکر ذبح کروا دیا۔ اور اس کے کئی قسم کے کھانے تیار کروا کے ان سوامی جی کو کھلائے۔

دوسرا طالب علم:- بڑا افسوس ہے۔ کہ تمہیں ایک ایسی عزت نصیب ہوئی جو دوسرے کسی کو نہ ہو سکی۔ کہ تمہارا بچھڑا ایک ایسے مقدس کام میں خرچ آیا۔ اور تم اس پر ناراض ہوتے ہو۔ وہ تو بہت اچھے کام آگیا۔

یہ مندرجہ بالا باتیں جو ایک ویدک دہرمی لیڈر نے لکھی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ گائے ذبح کرکے کھانا ویدوں کا تاکیدی حکم ہے۔ اور زمانہ قدیم کے دہرمی لوگ اس کو بہت عزت اور شوق سے استعمال کرتے تھے۔ چونکہ اس مسئلہ کے متعلق آپ لوگوں کے صحیح اور

محققانہ فتویٰ کے بغیر کوئی درست رائے قائم نہیں کی جا سکتی - اس لئے آپ کی خدمت میں بہت ادب و عزت کے ساتھ گذارش کی جاتی ہے - کہ از راہ مہربانی ویدوں کے حوالوں اور اسناد سے اس کا جواب دو ماہ کے اندر شائع کر کے اسی اخبار کے دفتر میں ارسال کر دیں یہ بہت احسان کا کام ہوگا - اور ہم مشکور ہوں گے -

یہ امر دوبارہ تاکیداً آپ کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے - کہ جواب دیتے وقت صرف ویدوں کی شرتیاں نقل فرما کر اور ان کی بناء پر جواب دیں - کیونکہ دراصل وہی حکم واجب الاطاعت ہو سکتا ہے - جو ویدوں میں ہو - آپ کی یا کسی دوسرے گذشتہ یا موجودہ بزرگ کی ذاتی رائے جو کسی ویدک حکم کے مخالف ہو - یا اس کی تائید میں نہ ہو قابل اعتبار نہیں ہو سکتی - اور ہم ایسی تحریر کو جواب صحیح کا پایہ نہیں دے سکیں گے - آپ فطرتاً بالطبع ہو کر اور خیالی طرفداری سے علیحدہ ہو کر ویدوں سے اس کا جواب لکھیں اور پورے منصفانہ رفتار سے تحقیقات فرما کر ویدوں کے حوالوں اور عبارتوں اور ان کے مستند سنسکرت لغوی معنوں اور تفسیروں میں جواب کو محصور و محدود رکھیں - اور ضرور ہے - کہ وقت معینہ کے اندر جواب دیں - کیونکہ خاموشی یا مطبوعہ شرتی ایڈیشن کے خلاف جواب سے ہم کو حق ہوگا کہ ہم سمجھ لیں - آپ بھی اس پر متفق ہیں کہ دراصل یہی ویدوں کی تعلیم ہے -

یہ استفسار نیک نیتی سے کیا گیا ہے - اور امید ہے - کہ آپ کی طرف سے بھی نیک نیتی سے جواب دیا جائیگا

خاکسار معراج الدین عمر از لاہور -

ستی کی رسم کب جاری ہوئی

پنڈت لیکھرام جو بقول سوامی شردھانند صدی اور متعصب انسان تھا - اور جو فریق مخالف پر بعض اوقات سخت سخت حملے کر دیا کرتا تھا - دیباچہ کلیات آریہ مسافر (اپنی کتاب کلیات آریہ مسافر حصہ اول کے صفحہ ۱۸۵ پر لکھتا ہے: "مسلمانوں کے ظلموں سے ہی ستی ہونے کا دستور ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم پکڑ کر خراب کریں"

پنڈت لیکھرام نے مسلمانوں پر ناحق الزام لگا کر اپنے تعصب کا ثبوت دیا ہے جس کی کوئی دلیل وہ پیش نہیں کر سکا - لیکن خدا کی شان دیکھئے - اپنی کتاب میں ایک جگہ خود ہی اس کے خلاف لکھتا ہے "بیوہ ہو جانے کی حالت میں ہندو عورت کے واسطے گو ہاڑوں نے دو ہی علاج لکھے ہیں - یا ستی ہو جانا یا تمام عمر مانی لباس پہنکر بیوہ رہنا - ایسی ناقص تعلیم کے مطابق لاکھوں ستی ہو گئیں" (کلیات آریہ مسافر ۱۸۱) پس صاف تسلیم کیا ہے کہ ستی کی رسم پنڈ لوگوں کی تعلیم کے مطابق جاری ہوئی - نہ کہ مسلمانوں کے ظلم کی وجہ سے - خاکسار حافظ سلیم احمد اٹاوی

حضرت امام جماعت احمدیہ کی دعا کا اثر

میرے برادرزادہ آغا محمد عبد العزیز تنویر احمدی کے متعلق عرصہ چار ماہ سے مقدمہ جعل سازی کی کارروائی جاری تھی - مقدمہ کی تفصیل نہایت نازک ہے - پیروی جناب خواجہ احمد حسن صاحب بی - اے ایل - ایل - بی وکیل احمدی (غیر مبائع) راولپنڈی نے کی - مجسٹریٹ کا رویہ نہایت شدید محسوس ہوتا رہا - اور آثار قہر آلود تھے - آغا کے برخلاف بائیس شہادات تھیں - جن میں سے ۲۰ انگریز افسر تھے - بچنے کی کوئی امید نہ تھی - جس دن ہماری طرف سے صفائی کے گواہ پیش کئے گئے - اسی دن بحث بھی ہو گئی - اور ۲۰۵ کی ضمانت پر زور دیا گیا - مگر مجسٹریٹ نے منظور نہ کی - اس سے ناامیدی زیادہ بڑھ گئی - فیصلہ کی تاریخ ۳۰ مئی ۱۹۲۷ء مقرر ہوئی آغا نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں ۲۸ مئی کو دعا کی درخواست تحریر کی - ادھر یہ درخواست حضرت کے پاس پہنچی - اور ادھر فیصلہ کا دن آ گیا - مجسٹریٹ صاحب نے فیصلہ لکھا - اور آغا سے کہا تم سات سال جیل بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ - یہ سن کر ہمارے ہوش باختہ ہو گئے لیکن ہم نے جس عظیم الشان شخصیت کی آواز پر لبیک کہی ہوئی ہے اس کی وساطت سے خدا کے حضور میں درد دل سے روئے - مجسٹریٹ نے کئی مرتبہ تعزیرات الٹا کر پڑھی - اور آغا سے مخاطب ہو کر کہا - میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کر دوں - آغا نے کہا - جو خدا کو منظور ہو - خدا تعالیٰ کا کچھ ایسا تصرف ہوا کہ مجسٹریٹ نے سات سال کی بجائے صاف بری کر دیا - الحمد للہ علیٰ ذالک -

ہم ان احباب کرام کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں - جنہوں نے اس آڑے وقت میں ہماری اعانت فرمائی -

غلام علی نادوتی - (انجمن) سکنہ مطوعہ گوجر محلہ جنگیال

مسلمان اور تجارت

مسلمانان ہند کے لئے موجودہ زمانہ ایک نہایت ہی نازک زمانہ ہے - جہاں ان کے خرمن ایمان پر بجلیاں گرائی جا رہی ہیں - اور پے درپے ان کے زخمی دلوں پر نمک پاشی کی جا رہی ہے - وہاں یاران وطن کی مہربانی سے ان کے لئے معاش کے ذرائع بھی دن بدن مسدود ہو رہے ہیں - اور یہ سب کچھ اسلئے کیا جا رہا ہے - کہ جب مسلمانوں کے لئے نہ رہنے کے لئے جگہ اور کھانے کے لئے روٹی رہے گی - اور اس طرح عرصہ حیات انہیں تنگ نظر آئیگا - تو وہ یا تو شدھ ہو جائیں گے یا ہندوستان کو چھوڑ دیں گے - اور پھر ہندوستان ہندوؤں کے لئے رہ جائے گا -

ادھر تو یہ جد و جہد ہے - اور ادھر مسلمانوں کی غفلت اور جمود ہے - کہ پانی سر پر آگیا ہے - مگر پرواہ ہے ندارد -

جسم اور روح کا نہایت ہی گہرا تعلق ہے - اسی واسطے اسلام نے دونوں کے بقا اور حفاظت پر زور دیا ہے - ایک بھوکا آدمی خدا تعالیٰ کی عبادت کیا کرے گا - اول طعام بعدہٗ کلام تو مشہور ہی ہے - اسی طرح ایک مفلس اور نادار قوم ایک دولتمند اور وسیع ذرائع رکھنے والی قوم سے کیا مقابلہ کریگی - اس لئے مسلمانوں کے واسطے ضروری ہے - کہ جہاں دین سے واقفیت حاصل کر کے عالم باعمل بنتے ہوئے تبلیغ اسلام کریں - وہاں تجارت اور صنعت و حرفت کی بھی تعلیم سیکھیں اور سکھلائیں - کہ یہ بھی فی زماننا تبلیغ اسلام میں داخل ہے - اور اسی خدا اور رسولؐ (فداہ ابی و امی) کا حکم ہے - جس کا ہر حکم ہمارے لئے واجب العمل ہے - رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود تاجر تھے - آپ کے خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تاجر اور صناع تھے - جنہوں نے اپنی تاجرانہ حیثیت میں اسلام کو ان ملکوں میں پھیلایا - جن میں آجتک کبھی فوج کشی نہیں کی گئی -

اے نوجوانان قوم اٹھو - خواب غفلت سے چونکو میدان عمل میں آؤ - کہ اب گھر میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے کا وقت نہیں ہے - گھر کے دس آدمیوں کا بوجھ ایک آدمی پر مت ڈالو - اپنے بازوؤں کو حرکت دو - کہ اسلام کی کشتی سخت بھنور میں ہے - اس کا بچانا تمہارے سپرد کیا گیا ہے - دیکھو بحر کفر موجزن ہے اور سخت جوش میں ہے - پس فرزندان توحید کام میں لگ جاؤ - اور اپنے پیارے اسلام کے سفینے کو بچا لو - جاؤ - کمرشل کالجوں اور کارخانوں میں بھرتی ہو کر اصول تجارت اور صنعت و حرفت سیکھو - دوکانوں میں تابلفی کرو - اور تجربہ اور علم حاصل کرو - تقویٰ اور معاش و دولت پیدا کرو - قوم کی جھولی روحانیت اور دولت سے بھر دو - کہ اسکی آنکھیں تم پر لگی ہوئی ہیں -

اخیر میں تاجر اور اہل حرفہ اور صاحب تجربہ بزرگان قوم سے اپیل کرتا ہوں - کہ وہ اصول تجارت اور صنعت و حرفت پر کارآمد مضامین لکھکر اخباروں اور رسائل میں شائع کرائیں - تاکہ قوم عام طور پر مستفیض ہو - ایڈیٹر صاحبان کے مختصر نوٹوں سے کام نہیں چلیگا - اور وہ اس سے زیادہ اور کر بھی کیا سکتے ہیں - وہ تاجر یا صناع تھوڑے ہی ہیں - اور ان کے سٹاف ولایتی اخبار کی طرح Specialist رکھتے ہیں - میرا اپنا ذاتی تجربہ اور علم ناکافی ہے - تاہم اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنا ناچیز تجربہ اور معلومات پیش کروں گا - کہ دل میں درد اور اخلاص ہے - والسلام - خواجہ شمس الدین احمدی چکوالوی - تاجر رنگپور (بنگال)

28

دہلی میں لجنہ اماء اللہ کا قیام

الحمد للہ عاجزہ کی تین ماہ کی مسلسل ناچیز کوششوں سے دہلی میں لجنہ اماء اللہ ۱۸ر اپریل ۱۹۲۷ء سے قائم ہوگئی۔ میں اپنی بہنوں سے اختصار کے ساتھ ان مشکلات کا ذکر کرتی ہوں۔ جو مجھے لجنہ کے قیام میں پیش آئیں۔ ان مشکلات کے لکھنے سے غرض سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ اپنی بہنوں کو بتا دوں ؎

وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا
کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

آغاز سنہ حال میں میرے چھوٹے بھائی جان سالانہ جلسہ قادیان سے آتے ہوئے لاہور سے مجھے بھاوج کے ہمراہ دہلی و آگرہ کی سیر کرانے کی غرض سے اپنے ہاں دہلی لے آئے۔ یہاں آتے ہی میرے دل میں لجنہ کے قیام کی تحریک پیدا ہوئی۔ لیکن چونکہ سب بہنوں سے ناواقفیت اور پھر شہر سے باہر رہنے کے سبب سے آئندہ بھی کسی سے ملاقات کی بہت کم توقع تھی۔ لہذا میں نے اس تحریک کو محض ایک آن ہونا خیال سمجھ کر دل ہی دل میں رکھا۔ مگر جب یہ خیال اندر ہی اندر مضبوط ہوتا گیا۔ تو میں نے ایک دن اس کا ذکر اپنی بھاوج سے کیا۔ مگر وہ مجھ سے بھی زیادہ انجان نکلیں۔ کیونکہ وہ دو تین مرتبہ یہاں رہ کر گئی ہیں۔ مگر کسی احمدی بہن سے ملنا نہیں ہوا۔ اور ملنا ہوتا بھی کس طرح جبکہ یہاں نہ کوئی احمدیہ مسجد ہے۔ جس میں عورتوں کو بھی جمعہ کے آنے کا موقعہ میسر ہو۔ اور ایک دوسری سے ملاقات بھی ہوسکے۔ اور نہ ہی کسی اور طرح ان کے آپس میں ملنے کا انتظام ہے۔ آخر ایک دن میں نے اس خواہش کا اظہار اپنے بھائی جان کے آگے کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہاں مرد تو وقت پر اکٹھے ہوتے نہیں عورتیں ضرور وقت کی پابندی کرینگی۔ مجھے یہ مایوس کن الفاظ سن کر سخت افسوس ہوا۔ تاہم میں نے تو دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ خدا نے چاہا۔ تو لجنہ ضرور قائم کر کے چھوڑوں گی اور بغیر اس کے قیام کے دہلی سے قدم نہ اٹھاؤنگی۔ بہنیں اس سے یہ نہ سمجھ لیں۔ کہ میں بیکار تھی۔ اور مجھے کوئی کام نہ تھا۔ مجھے سخت مصروفیت تھی۔ مگر میں نے محض دینی کام سمجھ کر یہ ذمہ اٹھایا۔ جو ہماری زندگی کا اصلی مقصد ہے۔ اور مجھے نہایت شوق تھا۔ کہ یہ کام میرے ہاتھوں سرانجام ہو۔ خیر بھائی جان سے بھی کہہ چکنے کے بعد اب میں اس کوشش میں تھی۔ کہ کسی احمدی بہن سے ملنا ہو۔ تو ان کو اپنے ارادہ سے مطلع کردوں۔ اسی کشمکش و پیچ میں دو ماہ گذر گئے۔ آخر اختتام فروری پر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بغرض علاج دہلی تشریف لائیں۔ جو ہماری کوٹھی سے کچھ دور فاصلے پر ایک کوٹھی میں فروکش ہوئیں۔ چند دن بعد جب میں ان سے ملی۔ تو میں نے ان سے لجنہ کے قیام کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ تم اس امر کا اعلان جمعہ کے دن مردوں میں کرا دو۔ اور کہلوا بھیجو کہ وہ اپنی عورتوں کی راؤں سے دوسرے جمعہ میں مطلع کریں۔ اس کے بعد تم اجلاس کی جگہ اور تاریخ مقرر کر کے تیسرے جمعہ اعلان کرا دینا۔ تو شاید اس طرح سے کچھ کامیابی ہو جائے۔ میں نے ان کی اس تجویز پر خدا کا شکر کیا۔ کہ بارے کوئی راستہ تو سوجھ پڑا۔ جمعہ کے دن اعلان کرایا گیا۔ مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ آخر یہ تجویز ہوئی۔ کہ ۱۱ر اپریل کے دن لیڈی ہارڈنگ پردہ باغ میں احمدی مستورات کے جمع ہونے کا اعلان جمعہ میں کرا دیا جائے اعلان کرایا گیا۔ اور آخر خدا خدا کر کے ۱۲ر اپریل کا دن آیا۔ وقت ۴ سے ۶ بجے تک مقرر تھا۔ ہم ٹھیک ۴ بجے پردہ باغ میں پہنچ گئیں۔ وہاں دیکھا تو نہ کوئی عورت نہ عورت کی ذات ہماری احمدی بہنوں میں سے جن کو ہم نے ۴ بجے آنے کے لئے کہا تھا۔ کوئی بھی نہ آئی۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ شائد ٹھیر کر آ جائینگی مگر خیال غلط نکلا۔ قریب ۵ بجے نواب مبارکہ بیگم صاحبہ جن کو ہم نے افتتاح جلسے کے لئے بلایا تھا۔ وہ باوجود ناسازی طبع کے تشریف لے آئیں ان کی بھی حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی۔ جبکہ انہوں نے دیکھا۔ کہ سوائے میرے۔ میری بھاوجہ اور اہلیہ ڈاکٹر منیر الدین صاحب کے اور کوئی احمدی عورت نہ تھی۔ وہ بھی ہمارے ساتھ انتظار کرنے لگیں جب کامل ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد بھی کوئی عورت نہ آئی۔ تو مجھے نہایت مایوسی ہوئی۔ اور اس بات کا رنج ہوا۔ کہ میری جو بڑی خواہش تھی کہ افتتاح نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے ہاتھوں سے ہو وہ پوری نہ ہوئی۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ بلا سے اگر کوئی عورت نہیں آئی تو نہ آئے۔ آپ افتتاح کر دیں۔ پیچھے ہم انجمن کو مضبوط کر لیں گے۔ انہوں نے فرمایا۔ میں افتتاح کیسے کروں ہم جو تین چار اس وقت موجود ہیں۔ یہ سب باہر سے آئی ہوئی ہیں۔ جب تک مقامی عورتیں کم از کم تین چار نہ ہوں۔ انجمن کیسے قائم ہوسکتی ہے۔ آخر یہ انجمن ہماری تمہاری تو ہے نہیں۔ اس کا تعلق تو مقامی عورتوں سے ہے۔ لہذا ان کا ہونا ضروری ہے۔ اور فرمایا کہ میں ۲۵ر اپریل تک یہاں ہوں۔ تم پھر ایک دفعہ قسمت آزمائی کر لو۔ اور جلسہ کی تاریخ ۱۸ر اپریل بروز پیر رکھ کر اسکے مطابق پھر مردوں میں اعلان کرا دو۔ اور ان سے دریافت کراؤ کہ اگر وہ لجنہ کا قیام پسند کرتے ہیں تو قائم کر دیں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ساڑھے چھ بجے ماسٹر محمد حسن صاحب آسان کی بیوی مع ایک دو اور بہنوں کے تشریف لائیں۔ معلوم ہوا کہ سوائے ماسٹر صاحب کے کسی مرد نے لجنہ کے متعلق گھر میں ذکر نہیں کیا۔ ماسٹر صاحب کی بیوی کو جب یہ سب حال معلوم ہوا۔ تو ان کو اپنے دیر سے آنے پر بہت افسوس ہوا خیر ان کے آنے کو ہم نے غنیمت سمجھا۔ اور ہم نے ان سے درخواست کی۔ کہ وہ جن عورتوں کو جانتی ہیں۔ اگلے پیر کو ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ انہوں نے وعدہ کیا۔ اور ہم سات بجے ایک دوسرے سے ملکر رخصت ہوئیں۔ خدا خدا کر کے پھر جمعہ آیا۔ اگرچہ دل تو نہیں چاہتا تھا۔ کہ مردوں میں پھر اعلان کرایا جائے۔ مگر اس خیال سے کہ شائد پہلے شنوائی نہ ہوئی تو اب ہو جائے۔ اعلان کرایا۔

آخر ۱۸ر اپریل کا وہ مبارک دن آیا جس کی مدت سے آنکھیں مشتاق تھیں۔ ہم ۴ بجے پردہ گارڈن میں پہنچ گئیں۔ ماسٹر صاحب کی بیوی مع ان دونوں بہنوں کے جو پہلے بھی ان کے ساتھ آئی تھیں۔ وہاں موجود تھیں۔ قریب ۵ بجے نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بھی تشریف لے آئیں۔ ان کے بعد پانچ چھ اور بہنیں بھی آگئیں۔ گویا ہم سب مل ملا کر ۱۳ خواتین ہوگئیں۔ مگر آفرین ہے ہمارے احمدی بھائیوں پر باوجود پانچ چھ ہفتے متواتر لجنہ کے قیام کا اعلان سننے کے کسی نے بھی اپنی عورتوں کو نہ بھیجا۔ یہ چند عورتیں جو بعد میں آئیں۔ سب ماسٹر صاحب کی بیوی کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ مردوں میں سے کسی ایک پر بھی ہماری آواز کا اثر نہ ہوا۔

نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے مشورہ کے موجب سب بہنوں کے اتفاق رائے سے لجنہ اماء اللہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور بہن امۃ المغنی شمیم اہلیہ ماسٹر محمد حسن آسان صاحب لجنہ کی سیکرٹری قرار پائیں۔ اور بہن فردوس بیگم اہلیہ ڈاکٹر حشمت علی مرحوم جائنٹ سیکرٹری مقرر ہوئیں۔ انجمن کی کارروائی اس طرح شروع ہوئی۔ کہ سب سے اول محترمہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے انجمن کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے فرمایا۔ اس کے بعد میں نے اور بہن نصرت جہاں نے ملکر حضرت مسیح موعود کی ایک نظم "ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے" پڑھ کر سنائی۔ بعد ازیں لجنہ اماء اللہ کے فرائض جو حضرت خلیفہ ثانی کے رقم فرمائے ہوئے تھے۔ جس کی ایک نقل میں نے محترمہ سارہ بیگم صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان سے منگوائی تھی۔ وہ میں نے مبارکہ بیگم صاحبہ کو دی۔ انہوں نے ان فرائض کو پڑھ کر سنایا۔ اور پھر وہ تحریر سیکرٹری صاحبہ کو ہر اجلاس میں سنانے کے واسطے ان کے حوالے کر دی۔ اس کے بعد میں نے اپنا مضمون لکھا ہوا پڑھا۔ پھر بہن نصرت جہان نے اپنا مضمون سنایا۔ بعدہٗ میں نے اپنی بھاوج کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ پھر بہن سارہ بیگم بنت ماسٹر آسان صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نظم "جمال حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے" پڑھی اس کے بعد کچھ دیر تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اور نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے فرمایا۔ دہلی تو حضرت ام المومنین کا پیدائشی شہر ہے یہاں وہ ایک مدت تک رہیں۔ اور پھر اکثر یہاں آتی جاتی ہیں۔ اس لئے یہاں کی لجنہ ہر ایک پہلو سے بالاتر ہونی چاہئے۔

اس کے بعد دعا ہوئی اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اور قریباً سات بجے سب ایک دوسری سے ملکر رخصت ہوئیں۔ ان مشکلات

سے گذرتے ہوئے لجنہ قائم ہوئی۔ تھوڑی بہت مشکلات تو ایسے کام میں ہر ایک کو پیش آتی ہیں۔ لیکن ایسی مشکلات کہ ایک اجنبی شہر اس پر تمام بہنوں سے ناواقفیت پھر اپنی گوں حالات اس پر اپنی معروفیت علاوہ ازیں پھر طبیعت کی پریشانی یہ سب مشکلات ایسی تھیں۔ جو غالباً بہت کم بہنوں کو پیش آئیں گی۔ لیکن اس تمام کامیابی کے محرک حضرت امام کے وہ الفاظ ہوئے ہیں۔ جو آپ اکثر فرمایا کرتے ہیں۔ کہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ کسی کام میں باوجود انتہائی کوشش کے بھی انسان ناکام رہے۔ میں نے اس کا کئی بار تجربہ کیا ہے۔ اور بفضلہ کامیاب رہی ہوں۔ ایسی مشکلات سے قائم کی ہوئی انجمن کے ساتھ مجھے جس قدر بھی ہمدردی ہوتی کم تھی۔ اس کے قیام کے بعد میری انتہائی کوشش اس کو ترقی پر پہنچانے کی رہی۔ میں نے سیکرٹری صاحبہ و جائنٹ سیکرٹری صاحبہ کو ایک دن اپنے ہاں مدعو کر کے ان سے کھول کر باتیں کیں۔ لجنہ کو ہر ایک پہلو سے ترقی پر پہنچانے کی ان سے درخواست کی۔ ماشاءاللہ دونو بہنیں بہت پُرجوش ہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ ان کی سرپرستی میں ہماری لجنہ بہت ترقی کریگی۔

یکم مئی کو احمدی خواتین کا ایک جلسہ ہوا۔ پچیس سے زیادہ خواتین جمع ہو گئیں۔ بابو اعجاز حسین صاحب کی بڑی بہو کی صدارت میں جلسہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے قرآن خوانی ہوئی پھر نظم پڑھی گئی۔ بعد ازیں سیکرٹری صاحبہ نے کشتی نوح کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد میں نے اپنا مضمون سنایا۔ پھر جائنٹ سیکرٹری کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ سب کے آخر میں ۵ بجے ماسٹر صاحب نے پردہ کے پیچھے کھڑے ہو کر تقریر کی جس میں چند دیگر باتوں کے ساتھ انہوں نے عورتوں کے تبلیغ دین میں حصہ لینے پر زور دیا۔ ساڑھے چھ بجے سب بہنیں ایک دوسری سے مل کر رخصت ہو گئیں۔ میں نے سب بہنوں کو حسرت و افسوس کے ساتھ الوداع کہا۔ آخر میں میں ان سب بہنوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جنہوں نے لجنہ کے قیام میں میری کچھ نہ کچھ مدد کی۔ خاص کر نواب سیار کو بیگم صاحبہ کی بہت مشکور ہوں۔ جن کے مفید مشوروں نے میری بہت رہنمائی کی۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ اور میں بہنوں کا اس لئے بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ انہوں نے میری ناچیز خدمات کو نظر استحسان سے دیکھا۔

راقمہ ب۔ خ۔ ن۔ ہمشیرہ شیخ مسعود احمد رشید صاحب۔ بی اے انجنیئر دہلی

ضرورت

منٹگمری ڈسٹرکٹ بورڈ کو سب اسسٹنٹ سرجنوں کی ضرورت ہے۔ خواہشمند بپاسہ سند و عبر ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔ سیکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ منٹگمری۔ محمد صادق عفی عنہ۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان۔

مسئلہ چھوت چھات کے متعلق ایک تجویز

گو مجھے اس مضمون سے پورا اتفاق نہیں لیکن اس خیال سے کہ ہر قسم کے خیالات جو مسلمانوں کے مفاد سے تعلق رکھتے ہوں۔ لوگوں کے سامنے آجائیں اسے شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

جناب امام عالی مقام جماعت احمدیہ کی تحریک چھوت چھات مسلمانان ہند کی فلاح کا آسان ترین ذریعہ ہے۔ اور اہل بینش اس کی خوبی کے معترف ہیں۔ پھر بھی عملی طور پر اسے فوراً قبولیت کا درجہ کیوں نہیں ملا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اوّل تو اکثر لوگ جو جاہل ہیں۔ اسے ہنود کی تقلید بیجا خیال کرنے کی وجہ کر ناپسند کرتے ہیں۔ بہت ایسے بھی ہیں۔ جو قوم کے فائدے کو اپنی آسائش اور راحت پر قربان کرتے ہیں۔ اور شاید سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندوؤں سے لین دین ترک کر دینے پر اشیائے ضرورت مسلمان دوکانداروں سے حاصل نہیں ہو سکتیں تجارت پر مسلمانوں کا قبضہ بالکل نہیں۔ اگر آج ہم ہندو بزازوں سے کپڑا لینا ترک کر دیں۔ تو ہمیں کہیں کپڑا میسر نہ آئیگا شمالی ہند میں کانپور کپڑے کی سب سے بڑی تجارت گاہ ہے۔ مگر وہاں ہندوؤں کی ہزاروں دوکانوں کے مقابلے میں شاید ہی کوئی ایک آدھ مسلمان کی دوکان ہو۔ کیا مجال کہ شہر میں دو دیکھا جائے۔ ملتان میں غلہ کی تمام آڑھت ہندوؤں کے قبضے میں ہے۔ اگر ہم آج سے ہندوؤں کے ہاں سے غلہ لینا ترک کر دیں۔ تو دوسرے دن سے فاقے کرنے لگیں گے۔ ہندوؤں کے ہزاروں بینکوں اور کروڑوں سود خوار اور مسلمانوں کا خون پینے والے مہاجنوں کے مقابلے میں مسلمانوں کا ایک بینک بھی نہیں۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ مسلمان تاجروں کی ہر قسم کی دوکانیں کیونکر نیست سے ہست میں آسکتی ہیں۔ محض اخبارات میں مضمون شائع کرنے سے اور شہروں میں وعظ کرنے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ مسلمان ہندوؤں کے غلام ہو چکے ہیں۔ ان میں سے حمیت اور غیرت ایک حد تک مفقود ہو چکی ہے۔ ان کا ضمیر انہیں فائدہ مند کام کے اختیار کرنے پر گو آمادہ کرے۔ مگر کم ہمتی انہیں روک دیتی ہے۔ کسی شہر میں جا کر تجربہ کرو۔ مسلمانوں کی دوکانیں غلے کپڑے مٹھائی وغیرہ کی قائم ہوتی ہیں۔ مگر ان کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ بہت جلد وہ دوکاندار نقصان اٹھا کر دوکان بند کر دیتے ہیں۔ کچھ خریداروں کی بے اتفاقی اور سرد بازاری کا یہ نتیجہ ہوتا ہے اور کچھ دوکانداروں کی غفلت کا۔ ترقی اور زندگی کی روح گو ہم میں کم ہے۔ مگر اس خستہ حالی میں بھی امید کا ایک اطمینان بخش پرتو نظر آتا ہے اور وہ دستور نہیں کہ اس کے صحیح استعمال سے ہماری آرزو پوری ہو۔

اس گئے گذرے زمانے میں سب کچھ کھونے کے بعد بھی اگر صاحب فہم مسلمانوں خطرات کی رہنمائی کرنے والی ان کی عقل ہے۔ تو جاہل اور کم علم لوگوں کی رہنما ان کے بزرگوں اور علماء کی تقلید ہے علماء اور لوگوں کو مرید کرنے والے حضرات یعنی پیر صاحب یا سجادہ نشین اس ملک میں بہت ہیں۔ اور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں کسی مفید مقصد کے لئے ان کو آپس میں متفق کرنا مشکل نہیں۔ تھوڑی سی کوشش اور جانفشانی سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر مسلمانوں کو ہندوؤں کی غلامی سے رہا کرانے کے آرزو مند اور ان کی مصیبت کا درد محسوس کرنے والے مسلم لیڈران ملک علماء و سجادہ نشین اور دیگر رہبران قوم و اکابران ملک سے یہ درخواست کریں۔ کہ وہ بالاتفاق اس امر کا فتویٰ صادر فرمائیں۔ تو یہ کامیابی کی بہترین صورت ہے۔ فتویٰ اس طریق پر ہو کہ حرام کریں مسلمانان ہند اپنے اوپر ہندوؤں کے یہاں کا کھانا پینا۔ اور ہر ممکن ذریعہ سے بہت جلد اپنی دوکانیں قائم کریں۔ اور سچے دل سے ہر امر میں مسلمانوں کا فائدہ ملحوظ رکھیں۔ اور یہ کہ مسلمان تاجر بھی ایمانداری اور محنت سے ترقی دیں اپنی تجارت کو۔ اور اہل ملک کوشش کریں مسلمانوں کو ہر طرح سے ہندوؤں کی غلامی سے نجات دلانے کی۔ اور یہ کہ معاف ہے انہیں اصل اول کو توڑنا صرف اس حالت میں کہ نقصان بہت زیادہ ہو اور خدشہ ہو جان کا یعنی بحالت اضطرار جائز ہو انہیں کھانا ہندوؤں کا ایسے وقت جبکہ جائز ہے کھانا مردار اور خنزیر کا بھی۔ اور یا پھر اس وقت جبکہ جمیع علمائے ہند بالاجماع اس کی اجازت اس وجہ سے دیویں۔ کہ مسلمانوں کو ان کے سیاسی اور اقتصادی حقوق حاصل ہو چکے ہیں۔

اس عاجز کی رائے میں اگر مسلمانان ہند کو بذریعہ پریس و پلیٹ فارم اس پر متوجہ کیا جائے۔ اور علماء سے یہ مفید اور حقیقی معنوں میں ضروری فتویٰ طلب کیا جائیگا۔ تو عوام پر بہت اثر پڑے گا۔ اور مسلمانوں کی گری ہوئی ہمت کو بہت جلد ڈھارس بندھے گی۔ اور اس مسئلہ کا عملی طور پر بہت جلد حل ہو جائے گا۔ اس وجہ سے کہ ایسے فتوے کے صدور پر جمیع مسلمانان ہند بیک وقت اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ پس ضروری ہے۔ کہ دیگر اسلامی اخبارات سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ علماء ہند و رہنمایان ملت و ملک کی ایک کانفرنس کے انعقاد کا مطالبہ کریں۔ کہ اس قسم کا فتویٰ تجویز کیا جائے۔

احقر الزمن۔ محمود الحسن۔ بی اے از لکھنؤ

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

لاہور سے نارووال لائن کا ٹائم ٹیبل

۱۵ جولائی ۱۹۲۷ء سے لاہور نارووال والی لائن پر تمام مسافر گاڑیاں مندرجہ ذیل اوقات پر چلا کریں گی:

لاہور سے سیالکوٹ تک نمبر ۳۵	اور نمبر ۳۷		سٹیشن		نمبر ۳۶	اور نمبر ۳۸ سیالکوٹ سے لاہور تک
۱۵-۲۵	—	روانگی	نارووال	آمد		[illegible]-۵۵
۱۵-۰۶	۲۲-۳۰	آمد		روانگی	۴-۱۷	۱۲-۰۵
۱۰-۳۵	۱۶-۰۵	روانگی	شاہدرہ	آمد	۸-۴۱	۱۲-۴۱
۱۰-۳۱	۱۹-۰۰	آمد		روانگی	۸-۴۸	۱۲-۴۹
۱۰-۱۰	۱۸-۴۰	روانگی	لاہور	آمد	۹-۱۰	۱۲-۱۵

مندرجہ بالا گاڑیوں کے اوقات تبدیل ہونے کی وجہ سے سیالکوٹ نارووال والی لائن پر نمبر ۱۳ اپ نمبر ۱۸ ڈاؤن گاڑیاں مندرجہ ذیل کے اوقات کے مطابق زیادہ کی جاتی ہیں:-

نمبر ۱۳ وزیر آباد سے		سٹیشن		لاہور سے نمبر ۱۸
—	روانگی	نارووال	آمد	۱۵-۰۵
۲۰-۰۰	آمد		روانگی	[illegible]-۴۵
۱۷-[illegible]	روانگی	سیالکوٹ	آمد	۱۹-۲۸
۱۶-۴۷	آمد		روانگی	—

درمیانی سٹیشنوں کے اوقات کے متعلق سٹیشن ماسٹروں سے آگاہی حاصل کی جائے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹرز آفس
لاہور ۷ جولائی ۱۹۲۷ء

سی۔ ایس۔ ایم۔ سی۔ واٹسن لفٹیننٹ کرنل۔ آر۔ ای
چیف اوپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقعہ

"الفضل" ماہ جولائی کا آخری پرچہ چونکہ ایک خاص نمبر ہوگا۔ جو معمول سے زیادہ تعداد میں چھاپا جائیگا۔ اور اس کی کثرت سے اشاعت کی جائے گی۔ اس لئے جو اصحاب اس میں اپنا اشتہار شائع کرائیں گے۔ وہ بہت فائدہ میں رہیں گے۔ اشتہار بے جا مبالغہ اور غلط تعریف و توصیف سے بالکل پاک ہونا چاہیئے۔ اور چیز کی خوبی اور عمدگی کو وجہ شہرت بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ممکن ہے۔ اس پرچہ میں اشتہار درج ہونے کی گنجائش نہ رہے۔ اس لئے جلد منیجر صاحب الفضل سے اپنے اشتہار کے متعلق طے کر لینا چاہیئے۔

ملتان میں ہندو مسلم فساد

پانچ مسلمان قتل ہو گئے

تار بنام الفضل

۱۲ جولائی ملتان۔ تعزیوں کے گیارہ جلوس باامن نکلے تھے۔ کہ کچھ مسلمان مسافر ایک بازار میں سے گزرتے تھے۔ جن میں سے گیارہ مسلمان پیس ڈالے۔ ان میں سے پانچ فوت ہو گئے۔ تین خطرناک زخمی ہوئے۔ جو بستر مرگ پر پڑے ہیں۔ کوئی ہندو نہیں مرا۔ فضل الرحمن سکرٹری۔

الفضل: اخبارات میں جو خبر شائع ہوئی ہے۔ اس میں تین ہندوؤں کے قتل کا ذکر ہے۔

ضرورت ہے

ایک معزز احمدی بھائی کو ایسے یتیم لڑکے کی جس کی عمر ۱۳-۱۴ سال تک کی ہو۔ کچھ کام روٹی اور سالن پکانے کا بھی جانتا ہو۔ علاوہ کھانے اور کپڑے کے دس روپیہ ماہوار تک تنخواہ بھی ملیگی۔ اگر کسی بھائی کو ایسے یتیم لڑکے کا علم ہو۔ اور وہ ملازمت کا خواہشمند ہو تو دفتر امور عامہ میں اطلاع دیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

مستریوں اور کلرکوں کی ضرورت

(۱) The meteorologist upper air observatory Agra.

۲۔ اسسٹنٹ میٹرولوجسٹ کی ضرورت۔ ایم۔ ایس۔ سی وغیرہ درخواست مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

Director General of observatories Simla

تلاش

اگر کسی احمدی دوست کو معلوم ہو۔ خصوصاً احباب ضلع گوجرانوالہ میں کو کہ میاں عبد اللطیف جو کہ مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کے پوتے ہیں آج کل کہاں ہیں۔ ان کا نظارت ہذا کو پتہ دیا جائے۔ کچھ عرصہ ہوا شیخ محمد شفیع صاحب جہلمی کو گوجرانوالہ ملے تھے اور انہیں کہا تھا کہ ننگیانوالی کو جا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ سے ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ اور لاپتہ ہیں۔ چونکہ نظارت ہذا کو ان کے متعلق ایک ضروری کام ہے لہذا احباب ان کے پتہ سے اطلاع دیکر مشکور کریں۔ (زین العابدین ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان)

مسلم وفد کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کا جواب

اس وقت مسلم آؤٹ لک کے افسوسناک فیصلہ اور دیگر حالات کی وجہ سے مسلمانوں میں جو بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان نے ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب کی خدمت میں تمام مسلمانوں کی طرف سے ایک وفد بھیجے جانے کی تجویز فرمائی تھی۔ جس کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر اعلےٰ جماعت احمدیہ نے گورنر پنجاب سے وفد کے ملنے کی منظوری دینے کی درخواست کی۔ مگر انہوں نے اپنی مصلحتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وفد سے ملنے پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔ اور حسب ذیل جواب بذریعہ تار مسٹر کریک چیف سکرٹری حکومت پنجاب کی طرف سے پہنچا ہے:۔

ہز ایکسلنسی کو افسوس ہے۔ کہ وہ آپ کے مجوزہ وفد سے ملاقات نہیں کر سکتے۔ حکومت پنجاب نے اس امر کا کافی ثبوت دیا ہے۔ کہ وہ انتہائی سرگرمی کے ساتھ موجودہ صورت حالات کا حل تلاش کرنے میں مصروف ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ شائد قانون بھی ان کے مذہب کے بانی کی شخصیت پر حملوں کا سد باب کرنے کے لئے ناکافی ثابت ہو۔ لیکن جس دور کی آپ تحریک کر رہے ہیں۔ اس کا ان حملوں سے نہایت ہی قریبی تعلق ہے۔ جو عدالت عالیہ اور اس کے ججوں پر کئے گئے اور کئے جا رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے۔ جس کے متعلق ہز ایکسلنسی سخت خیالات رکھتے ہیں۔ اور وہ اس موقعہ پر یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اس قسم کے حملوں سے مسلمان ان لوگوں کی ہمدردی سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ جو موجودہ پریشانی میں مسلمانوں کی امداد کرنا چاہتے ہیں۔ وہ آپ سے اور تمام ذمہ دار مسلمانوں سے اس امر کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ سب مل کر اس قسم کی کارروائیوں کو بند کر دیں۔ جن سے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی اسلم قوم کی شہرت کو نقصان پہنچے۔ وہ اس امر پر زور دیتے ہیں۔ کہ آپ ضبط و اعتدال سے کام لے کر حکومت کی ان کارروائیوں کے نتیجہ کا انتظار کریں۔ جو اس پیچیدہ مسئلہ کو سلجھانے کے لئے کی گئی ہیں۔ یہ رویہ آپ کے لئے نہایت مفید اور موزوں ثابت ہوگا۔

قبول اسلام

۳۰ جون ۱۹۲۷ء بروز جمعہ ایک ہندو خواندہ جس کا نام لالہ رام موضع محبت پور ضلع مین پوری کا باشندہ ہے۔ بعد جمعہ جامع مسجد مین پوری میں مسلمان ہوا۔ اسلامی نام کریم بخش رکھا گیا۔

فیاض علی۔ قصبہ بیور۔ مین پوری

لاہور میں مسلمان لیڈروں کا جلسہ

لاہور ۸ جولائی۔ لاہور کی مختلف اسلامی انجمنوں اور مجلسوں کے نمائندوں کا جلسہ آج برکت علی محمڈن ہال میں زیر صدارت سر عبدالقادر منعقد ہوا۔ مختلف سیاسی عقیدوں اور خیالات کے چالیس سربرآوردہ مسلمان جن میں خلافت کمیٹی کے نمائندے بھی شامل تھے۔ جلسہ میں موجود تھے۔ صدر جلسہ عبدالقادر نے سول نافرمانی کی تحریک کے تباہ کن نتائج ظاہر کرتے ہوئے معقول اور مؤثر تقریر میں خلافت کمیٹی سے درخواست کی۔ کہ اس خطرناک تحریک کو جو مجسٹریٹ ضلع کے حکم زیر دفعہ ۱۴۴ کی مخالفت میں شروع کی گئی ہے۔ ملتوی کر دیں۔ سر محمد اقبال اور میاں عبدالعزیز نے بھی صدر کے ہر ہر لفظ کی تہ دل سے تائید کر کے خلافت کمیٹی سے وہی درخواست کی۔ چودھری افضل حق رکن مجلس مقننہ پنجاب نے خلافت کمیٹی کی جانب سے تقریر کی۔ اور ان وجوہ کو بیان کیا۔ جن کی بناء پر ان کو مجسٹریٹ ضلع کے حکم کی خلاف ورزی کرنی پڑی۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی قوم میں سے اتنے اکابر نے اور ذمہ دار مسلمان حضرات چونکہ سول نافرمانی کے خلاف ہیں۔ ان کے خیالات کا احترام کرتے ہوئے خلافت کمیٹی تیار ہے۔ کہ اس جلسہ کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اپنے پروگرام کو ملتوی کر دے۔ اور اس کا انتظار کرے کہ رنگیلا رسول کے فیصلہ کے نتیجہ کے طور سے جو دشواریاں اور جو مشکلات پیش آگئی ہیں۔ ان کے دفعیہ کے لئے حکومت کیا کارروائی کرتی ہے۔ انہوں نے یہ امید ظاہر کی۔ کہ حکومت ان کو اس کی اجازت دیگی۔ کہ جائز مقاصد کے لئے وہ ایسے جلسے منعقد کر سکیں۔ جو قانون کے خلاف نہ ہوں۔ اور ان مسلمانوں کو رہا کر دیگی۔ جو خلافت کمیٹی کے حکم کی تعمیل میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ یا سزایاب ہوئے ہیں۔ صاحب صدر نے خلافت کمیٹی کا شکریہ ادا کیا۔ کہ کمیٹی نے جلسہ کے مشورہ کو قبول کیا۔ اور کہا کہ آئینی طور پر ان کو اپنی ایجیٹیشن اور جدوجہد جاری رکھنا چاہیے۔ سول نافرمانی کی تحریک کو خلافت کمیٹی کی جانب سے ملتوی کئے جانے کے وجہ سے دفعہ ۱۴۴ کے حکم کی خلاف ورزی میں آج رضاکاروں کی سڑکوں پر پریڈ نہیں ہوئی۔

ضروری گذارش

الفضل ۵ واپس کیا جاتا ہے۔ جو صاحبان الفضل یکم جولائی فروخت نہیں کر سکے۔ وہ ضرور پرچے بذریعہ پیکٹ واپس بنام مینیجر الفضل کر دیں۔ مرکز میں سخت ضرورت ہے۔

ناظم طبع و اشاعت

انجمن احمدیہ دہلی کا جلسہ

انجمن احمدیہ دہلی کے ہفتہ واری اجلاس میں جو کہ زیر صدارت جناب صوفی نبی بخش صاحب منعقد ہوا۔ حسب ذیل قرار دادیں پیش ہو کر متفقہ طور پر پاس ہوئیں۔ ان کی نقل بغرض اشاعت ارسال خدمت ہے:۔

(۱) انجمن احمدیہ دہلی۔ ہائی کورٹ پنجاب کے اس فیصلہ کے خلاف بڑے زور کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کرتی ہے۔ جو اس نے رنگیلا رسول کے مقدمہ میں کیا ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو سخت مجروح کیا ہے۔ چونکہ ہندو پریس کو اس سے بے جا جرأت پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے یہ جلسہ گورنمنٹ کو ہمدردانہ طور پر توجہ دلاتا ہے۔ کہ وہ بہت جلدی اس فیصلہ کو مسترد کرنے اور اس بات کا یقین دلانے کے لئے کہ ہائی کورٹ آئندہ قانون کا زیادہ دانشمندانہ استعمال کریگی۔ کارروائی کرے۔

(۲) یہ انجمن ہائی کورٹ کی اس کارروائی کے متعلق اپنے گہرے غم و رنج کا اظہار کرتی ہے۔ جو اس نے ایڈیٹر اور پرنٹر اخبار مسلم آؤٹ لک کے متعلق کی۔ اور اسے اس بات کا سخت صدمہ ہے۔ کہ ہائی کورٹ نے رنگیلا رسول کے مصنف کو جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت ناپاک حملے کئے تھے۔ تو بری کر دیا ہے۔ مگر دو معزز مسلمانوں کو اس لئے کہ انہوں نے ہائی کورٹ کے ایک جج کے فیصلہ پر دیانت داری کے ساتھ نکتہ چینی کی تھی۔ جیل میں بھیج دینا قرین انصاف سمجھا ہے۔

(۳) یہ انجمن مسلم آؤٹ لک کے ایڈیٹر اور پرنٹر اور پبلشر صاحبان کو جنہوں نے نبی کریم صلعم کی عزت کی حفاظت میں مستقل مزاجی کا ثبوت دیا۔ مبارکباد عرض کرتی ہے۔ اور ان کے اہل و عیال کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

(۴) یہ انجمن برادران اسلام کو امام جماعت احمدیہ کے مضمون کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ہندوؤں کو یہ جرأت حضرت رسول کریم صلعم کو گالیاں دینے کی صرف ان کے اقتصادی اور تمدنی غلبہ کی وجہ سے ہے۔ اس لئے اس زمانہ میں رسول کریم صلعم کی عزت کی حفاظت کے لئے سب سے پہلی جدوجہد ہماری یہی ہونی چاہیے کہ ہم ہندوؤں سے چھوت چھات کر کے ہر ممکن ذریعہ سے اپنی قوم کی پرورش کریں۔ درحقیقت مسلمانوں کا روپیہ آنحضرت صلعم کے خلاف خرچ کیا جا رہا ہے۔ اور رنگیلا رسول و ستیارتھ پرکاش وغیرہ قسم کی کتب اور رسالے مسلمانوں کے روپیہ سے ہی چھاپے جاتے ہیں۔ اور انہی کے روپیہ سے ان کتب کے لکھنے والوں کی امداد کی جاتی ہے۔ اگر واقعی مسلمان رسول کریم صلعم کے لئے غیرت رکھتے ہیں تو کیوں وہ بیوپار ہندوؤں کو مہیا کر کے دیتے ہیں۔ جس سے وہ رسول کریم صلعم کی عزت پر حملہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی تمدنی بربادی ہی ان سب شرارتوں کی ذمہ دار ہے [illegible]